SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 20, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ
الْحَكِيمِ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّـۧنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا
عَلَيْهِمْ ءَايٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا
مِن قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾ وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾

ترجمہ: شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں، اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کہ بادشاہ ہے، پاک ہے، زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے اور دوسروں کے لیے بھی جو اُن میں سے ہونیوالے ہیں لیکن ہنوز اُن میں شامل نہیں ہوئے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 20, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ
الْحَكِيمِ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّـۧنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا
عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا
مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾ وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾

ترجمہ: شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں، اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کہ بادشاہ ہے، پاک ہے، زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آئتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے اور دوسروں کے لیئے بھی جو اُن میں سے ہونیوالے ہیں لیکن ہنوز اُن میں شامل نہیں ہوئے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، رخصت کی کچھ درخواستیں ہیں ان کو میں ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

جناب غلام فاروق صاحب ایک میٹنگ میں شرکت کرنے کی بنا پر اور چند کاروباری امور کی انجام دہی کے لیے ۱۹ جولائی سے تا اختتام حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب احمد میاں سومرو صاحب ، رکن نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے بیس جولائی کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے ۔کیا آپ انکی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب محمد طارق چوہدری نے چند مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۲۰ جولائی ۱۹۸۶ء کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

جناب محمد طارق چوہدری : جناب والا ! میں ایوان میں حاضر ہوں ۔

جناب چیئرمین : تو پھر آپ نے سیکرٹریٹ کو اطلاع نہیں دی ہے ۔

جناب محمد طارق چوہدری : میں نے اطلاع دی تھی ، پتہ نہیں کیوں آپ تک یہ اطلاع نہیں پہنچی ۔ تین بجے اطلاع بھیجی تھی ۔

جناب چیئرمین : مجھ تک اطلاع نہیں پہنچی ، چلیں ، ٹھیک ہے ۔

میرے پاس ابھی ابھی ، دو پریویلج موشن پہنچی ہیں جن میں ڈاکومینٹس کا حوالہ دیا گیا ، وہ شامل نہیں ہیں ، رول ۵۸ کے تحت ان کے ساتھ ان ڈاکومینٹس کو لگانا ضروری تھا ، لیکن وہ ساتھ نہیں ہیں اسلئے جب تک ڈاکومینٹس ساتھ نہیں لگتے اس وقت تک ان کو consider نہیں کیا جا سکتا ۔لہٰذا میں ان کی اس وقت تک اجازت نہیں دے سکتا کہ ان کو پیش کیا جائے ۔

قاضی حسین احمد: میرے پاس یہ ڈاکومینٹس ہیں۔

جناب چیئرمین: لیکن قاضی صاحب ان کو آپ نے اپنی تحریک کے ساتھ لگانا تھا، آپ اس کو بھی دیکھیں، اس طرح ذرا زیادتی ہوتی ہے۔ اس کو examine کرنا پڑے گا، اس کو کل لے لیں گے۔

قاضی حسین احمد: یہ میں نے آپ کو پہنچا دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اگر یہ ڈاکومینٹس اجلاس شروع ہونے سے پہلے پہنچ جاتے تو ان کو ایگزامن کر لیتے کہ یہ کیا ہیں اور کیا نہیں ہیں۔

قاضی حسین احمد: یہ میرے پاس موجود ہیں، میں ان کی وضاحت کر دونگا۔

جناب چیئرمین: ضرور موجود ہونگے۔

قاضی حسین احمد: کل میں ایوان سے چھٹی لینے کی درخواست کروں گا اس لئے اگر آج یہ آسکے تو آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب چیئرمین: پڑھ دیجئے،

PRIVILEGE MOTIONS

(i) *RE*: EXEMPTION OF INCREASE IN POSTAL RATES ON BOOKS AS STATED BY THE FINANCE MINISTER IN HIS BUDGET SPEECH

قاضی حسین احمد: شکریہ۔ بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ پوسٹل پارسل کی ڈاک کی شرح میں اضافہ کرتے وقت درسی کتابوں کو اس اضافے سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے لیکن محکمہ ڈاک کی طرف سے جس شرح کا اعلان کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف categories کی کتابوں پر ۱۵ فیصد سے لیکر ۵۰ فیصد تک کا اضافہ کیا گیا ہے، یہاں تک کہ قرآن کریم کی ترسیل پر بھی ۵۰ فیصد کے ڈاک خرچ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ وزیر خزانہ کی اس غلط بیانی سے ایوان اور پارلیمنٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے، لہٰذا اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی وضاحت فرما لیجئے۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! بجٹ تقریر کی جو رپورٹ اخبار میں آئی تھی، اس سلسلے میں "جنگ" اخبار، لاہور کا ایک تراشہ میرے پاس موجود ہے جس کی ایک فوٹو سٹیٹ کاپی میں نے آپ کو بھی دی ہے، یہ ۳۰ مئی، جنگ لاہور کی دوسری سرخی میں ہے کہ اخبارات اور کتابوں کی ترسیل کے نرخوں میں اضافہ نہیں ہوگا۔ یہ ان کی بجٹ تقریر کا حوالہ ہے۔ ۲۶ جون کو بجٹ پر بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیر خزانہ نے پھر کہا ہے کہ "واضح رہے کہ درسی کتب اور اخبارات کی ترسیل پر کوئی اضافہ نہیں ہوگا" یہ ان کی بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر ۴۰ سے جو بوقت ۳۰-۱۱، ۲۶ جون ۱۹۸۶ء کو کی گئی تھی، پڑھا ہے۔ اس تقریر میں انہوں نے دوبارہ اپنے اسی وعدے کا اقرار کیا ہے۔ اس کے بعد جناب محکمہ ڈاک کی طرف سے جو ٹیرف جاری کیا گیا ہے جس کی اصل نقل میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ اس میں انہوں نے پچھلے ٹیرف میں تبدیلی کرتے وقت minimum charges ۵۰-۱ روپے رکھے ہیں۔ پہلے یہ minimum ۸ پیسے تھے۔ ۲۰ گرام، ۵۰ گرام، ۱۰۰ گرام، ۲۰۰ گرام، ۲۵۰ گرام، یہ ساری categories ختم کر دی گئی ہیں اور اب یہ ۵۰۰ گرام سے شروع کیا گیا ہے، اس کا انہوں نے ۵۰-۱، minimum charges رکھا ہے۔ اس میں انہوں نے جو ٹیکسٹ بک کی تعریف کی ہے۔ کسی ڈاک خانہ میں یہ ثابت کرنا کہ کونسی ٹیکسٹ بک ہے اور کونسی نہیں ہے، یہ بہت مشکل ہے۔ وہ تو صرف اسی کو ٹیکسٹ بک سمجھتے ہیں، جس کے اوپر باہر لکھا ہوا ہو کہ "ٹیکسٹ بک بورڈ" ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے جو کتابیں چھپی ہوں، ان کو تو وہ ٹیکسٹ بک مانتے ہیں اس کے علاوہ، ایف اے، بی اے، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، میڈیکل، انجینئرنگ، کمرشل بکس، قرآن پاک، کتب احادیث، اسلامی کتب، ڈکشنریاں، جتنی بھی یہ کتابیں ہیں، یہ سب ٹیکسٹ بک ہی کی تعریف

میں آتی ہیں۔ ان کتابوں کے متعلق ڈاک خانوں میں ثابت کرنا کہ یہ ٹیکسٹ ٹیکس ہیں، یہ ممکن نہیں ہے اور ان سب کو وہ ٹیکسٹ بک کی تعریف میں ہی نہیں رکھیں گے جس کی وجہ سے یہ بالکل ہی ایک صریح خلاف ورزی ہو جاتی ہے کہ انہوں نے کتب کی ڈاک خرچ پر اضافہ نہیں کیا۔ یہ ظاہر ہے اس کا انہوں نے ساری قوم کے سامنے دو دفعہ اقرار کیا ہے، اور اس بات کو کھول کر بیان کیا ہے۔

جناب والا! بجٹ تقریر تو اس پورے پارلیمانی نظام میں ایک ایسی مقدس تقریب سمجھی جاتی ہے اور یہ ایک ایسا solemn occasion ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی باوقار تقریب ہوتی ہے کہ یہاں جو بات کی جاتی ہے اس کو سننے کے لئے ساری قوم ہمہ تن گوش ہوتی ہے، اس تقریر کے ایک ایک حرف پر لوگ یقین کرتے ہیں۔ اس کے ایک ایک حرف سے ایوان حصص میں بھی ارتعاش آ جاتا ہے تو اس موقع پر بھی پوری قوم کے سامنے غلط بیانی کی جائے۔ جیسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری پارلیمنٹ کی ایک بڑی اور بڑی مثال ہے۔ یہ تقریر چونکہ پارلیمنٹ سے متعلق ہے، ہر ممبر سے متعلق ہے، ہر شہری سے متعلق ہے، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

Mr. Chairman: State Minister for Communications, please.

<u>جناب اقبال احمد خان</u>: جناب چیئرمین! پیشتر اس کے کہ وزیر محترم جو اس محکمے سے تعلق رکھتے ہیں، اس بات کی وضاحت کریں، میں ایک ٹیکنیکل اعتراض کی جسارت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ بجٹ صرف اسمبلی میں ڈسکس ہو سکتا ہے، بجٹ کے ضمن میں اگر کوئی بات ہو تو اس کے بارے میں وہاں ہی بات ہو سکتی ہے۔ چونکہ بجٹ کا سینٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ یہاں technically raise نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ اگر آپ پسند فرمائیں کہ وزیر صاحب اس کی وضاحت کریں،

تو وزیر صاحب تشریف فرما ہیں، وہ اس سارے مسئلے کی وضاحت فرما دیں گے۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان بلوچ (وزیر مملکت برائے مواصلات): جناب چیئرمین! اس کے متعلق، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی یہ غلطی ہمارے پوسٹل ڈیپارٹمنٹ سے ہوئی ہے، جونہی یہ مسئلہ ہمارے نوٹس میں آیا ہے، اس کو ہم نے درست کیا ہے اور اس کے بارے میں ہم نے نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے، اب وہ ریٹس جیسے بجٹ میں announce ہوئے ہیں stand کرتے ہیں، کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: یہ نوٹیفکیشن کب ہوا ہے؟

جناب محمد ابراہیم خان بلوچ: یہ میں نے آج ہی اس کی نوٹیفکیشن کر دی ہے۔

جناب چیئرمین: جی قاضی صاحب۔

قاضی حسین احمد: بس جناب، مسئلہ ٹھیک ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین: جو مسئلہ ہے وہ حل ہو گیا ہے اور اچھا ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا ہے، میں ایک دو چیزوں کی پھر بھی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک تو تحریک کے ساتھ documents نہیں تھے جو ابھی آپ نے مجھے دیئے ہیں۔ اس سے قطعاً یہ پتہ نہیں چلتا کہ واقعی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے یا نہیں، یہ اور بات ہے کہ وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ انہوں نے تصحیح کر دی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو نوٹیفکیشن کٹ جو میرے پاس آپ نے بھیج دیا ہے یہ ۲۵ جون کا ہے اور جو تحریک استحقاق کے قواعد ہیں وہ یہ ہیں کہ تحریک at the earliest opportunity پیش کی جائے تو اس لحاظ سے بھی، یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں تھی لیکن یہ اطمینان والی بات ہے کہ وزیر صاحب

نے یا اگر پوسٹل ڈیپارٹمنٹ نے کوئی غلطی کی ہے تو اس کی تصحیح بھی کردی ہے۔

قاضی حسین احمد: دیکھیں جہاں تک خلاف ورزی کی وضاحت کا تعلق ہے، اگر آپ چاہتے ہیں تو میرے پاس ڈاکومینٹس موجود ہیں، میں پڑھ کر سُنا سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: قواعد کے مطابق وہ پہلے بھیجنے چاہئیں تھے۔ اپنی تحریکِ استحقاق کے ساتھ۔

قاضی حسین احمد: آپ نے فرمایا ہے کہ اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ یہ خلاف ورزی ہوئی ہے، میں سمجھتا ہوں میں نے تو زیادہ اس کو تفصیل سے بیان نہیں کیا اگر آپ چاہیں تو میں بیان کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جو آپ نے تحریک دی ہے، اس سے واضح نہیں ہوتا۔ اب تو یہ معاملہ ہی ختم ہو چکا ہے تو آپ اسکو رہنے دیں، دوسری تحریک کس کی ہے؟ طارق چوہدری صاحب کی؟

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: جناب ہمیں چاہیئے کہ ان وزیر صاحب کو داد دیں کہ یہ واحد وزیر ہیں۔ جنہوں نے اپنے محکمے کی غلطی کا اعتراف کیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ بے شک داد دیں، اگلی تحریکِ استحقاق طارق چوہدری صاحب کی ہے۔ نمبر ۲۳۔

(ii) *RE*: INCORRECT STATEMENT OF A MINISTER REGARDING THE TOTAL NUMBER OF AHMADIS ATTENDING THEIR ANNUAL MOOT IN LONDON

جناب محمد طارق چوہدری: شکریہ جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۱۔ جولائی ۱۹۸۶ء کو محترم قاضی حسین احمد سینیٹر کی تحریکِ استحقاق کے جواب میں ایوی ایشن ڈویژن کی جانب سے محترم جناب وزیر سرتاج عزیز صاحب نے سینیٹ کے اجلاس میں جو بیان دیا تھا، اس میں دی گئی اطلاعات درست نہیں تھیں، لندن میں منعقد ہونیوالے قادیانی کنونشن کے بارے میں

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

دیئے گئے رعایتی کرایہ کے بارے میں اور قادیانیوں کی تعداد کے بارے میں دی گئی اطلاعات صریحاً غلط ہیں، وقتی طور پر سامنے آنے والے مسئلہ کو نمٹانے اور آسانی کے ساتھ گلوخلاصی کروانے کے لیئے دانستہ غلط اطلاع فراہم کرکے معزز ایوان کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے، لہٰذا میں درخواست کرتا ہوں کہ استحقاق کی اس تحریک کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ غلط اطلاع فراہم کرنیوالے افراد کے خلاف کارروائی کی جا سکے۔

جناب چیئرمین: کیا وزیر صاحب کا بیان آپ کے پاس ہے، آپ جو فرماتے ہیں کہ انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: میں آپ کی توجہ رول ۵۸ کی طرف پھر مبذول کراؤں گا جس میں یہ صریحاً درج ہے

Member wishing to raise a question of privilege shall give notice in writing to the Secretary before the commencement of sitting on the day the question is proposed to be raised. If the question raised is based on a document, the notice shall be accompanied by the document.

اور میں قاضی حسین احمد صاحب سے بھی یہی درخواست کر رہا تھا، انہوں نے تو پھر بھی اس کی تلافی کر دی اور وہ ڈاکومنٹس میرے سامنے رکھ دیئے۔

جناب محمد طارق چوہدری: میں بھی آپ کو ابھی پیش کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اگر آپ کے پاس ہیں تو جس پورشن پر آپ کو اعتراض ہے تو وہ سامنے رکھ کر وضاحت کریں۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب والا! اس بیان میں یہاں سادگی نہیں پرکاری اور بے خودی میں ہشیاری کا ہے، ایک طرف تو انہوں نے بزنس کی جھلک دکھا کے یہ کہا تھا کہ اگر ہم ان کو رعایتی کرایہ نہ دیتے تو یہ قادیانی حضرات دوسری ایئرلائنز کا سہارا لیتے اور دوسری طرف اس مسئلے کی اہمیت کو

کم کرنے کے لئے انہوں نے یہ کہا کہ جانیوالے قادیانیوں کی تعداد پانچ سو اور چھ سو کے درمیان ہے جس میں اڑھائی اور ساڑھے تین سو کے درمیان دوسری ایئر لائن میں جائیں گے اور تقریباً اڑھائی سو کے قریب پی آئی اے میں سفر کریں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو جانیوالے قادیانی یا مطلب یہ ہے کہ اسی سرٹیفکیٹ پہ جانیوالوں کی تعداد سینکڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہے ، دوسری چیز یہ ہے کہ IATA رولز کی یہاں خلاف ورزی کی گئی ہے IATA رولز کے مطابق یہ نہیں کیا گیا ... (مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں قطع کلامی معاف ، آپ جو فرما رہے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ وزیر صاحب نے دیدہ ودانستہ غلط بیانی سے کام لیا ہے ، یہ پوزیشن آپ اس سٹیٹمنٹ میں بتائیں کہ کون سا ہے جس پر آپ کو اعتراض ہے کہ دیدہ ودانستہ غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : میں نے اس میں وضاحت کر دی ہے کہ دو چیزیں ہیں، ایک تو قادیانیوں کی تعداد کے بارے میں ، اور دوسرا جو IATA کے مطابق - - - - - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین : اس کو آپ ریفر کریں کہ انہوں نے کیا فرمایا تھا اور آپ کیا فرما رہے ہیں ۔

جناب محمد طارق چوہدری : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ نارمل کرایہ لندن تک کا ۲۴۹۶۰ روپے ہے۔ایاٹا رولز کے تحت یورپ یا لندن کے لئے ۴۳ فیصد ڈسکاؤنٹ دیا جا سکتا ہے اور اسطرح یہ تقریباً ۱۶،۰۰۰ ہزار روپے بنتا ہے ، پی آئی اے اور بی او اے سی کے پرسنل ارینجمنٹس کے مطابق انہوں نے ۸۴ فیصد ڈسکاؤنٹ طے کیا' اس کے مطابق یہ کرایہ ۱۴ ہزار ، ایک سو دس روپے یا کم وبیش چودہ ہزار بنتا ہے ، قادیانیوں کو جو ڈسکاؤنٹ دیا گیا وہ تقریباً ۶۱ فیصد بنتا ہے یعنی اسطرح یہ ایاٹا رولز کیمطابق نہیں بلکہ ایاٹا رولز کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

اور دوسرے انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ پانچ اور چھ سو کے درمیان قادیانی بچے ہیں وُہ باہر جائیں گے، جب کہ ان کی تعداد سینکڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہے، یہ دو چیزیں ہیں جن کے بارے میں مجھے اعتراض ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کو غلط اطلاع فراہم کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: جناب زین نورانی صاحب۔!

Mr. Zain Noorani: Sir, when this matter was taken up on the 10th I was not here but I have gone through the transcript of it and as yet I have not understood where the breach of privilege of the member has been ocurred. If an IATA rule has not been observed, it is for IATA to worry about it. It is their headache, it is not the headache of a member of the Senate that an IATA rule has been infringed. Now secondly Sir, the total number of people going for this conference may be in thousands. They have gone by various airlines and from the transcript as I see the honourable Minister at that time who was looking after the matter said that they have gone in groups and that privilege motion pertains to a particular group and he has given the number of that group so, therefore, that has been a mis-statement. Now the third thing is that first of all I submit that no privilege has been infringed, secondly when replying supposing and say 250, 255 have gone out, of 300, it is not a deliberate mis-statement on the part of a Minister and as such the privilege motion cannot be moved on the plea that this has been made. These are my observations Sir.

جناب چیئرمین: مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق: جناب اس شاندار ہال میں انتظامات بڑے اچھے ہو گئے ہیں لیکن عموماً کسی چینل پر اُردو ترجمہ نہیں آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تو بڑی بات ہے اگر ترجمہ نہیں آ رہا، اس کے انتظامات تو ہیں، یہ ہم دیکھ لیں گے کہ کیوں نہیں آ رہا۔

مولانا سمیع الحق: یا نورانی صاحب اُردو میں ارشاد فرما دیں۔

جناب چیئرمین: آگے تحریکِ التوا بھی اسی پر آ رہی ہے تو اس وقت اُردو میں بات ہو گی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سٹیٹمنٹ یا ڈاکومنٹ میرے حوالے کیا گیا ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اس

میں جو منسٹر صاحب کا بیان ہے، میرے پاس وہ ریکارڈ نہیں ہے سوائے
اس کے جو طارق چوہدری صاحب نے مجھے ابھی دیا ہے، اس
کے مطابق وزیر صاحب سے یہ بیان منسوب کیا گیا ہے

"According to PIA's information between 500 to 600 Qadianis from Pakistan are expected to attend their annual convention at London starting from 23rd July 1986."

The words to be noted are 'according to PIA's information', number one and number two that 'are expected to a attend', it was not a statement of the Minister, it was the information of PIA which has been fed to the Minister. The Minister is making no estimate and no statement of his own that so many people have travelled or would travel. Then, further on it says,'out of these PIA has been able to book around 250 Qadianis', under the group fare. So this must be a statement of fact, it has not been proved that the Minister has mis-stated this figure. What is mentioned is that the number of Qadianis travelling is far more than the 250. He is talking of the number of Qadianis booked according to the PIA. The third point is that there was a breach of IATA rules. Now the Minister was not laying here a policy. He was only explaining the possition of the PIA that according to IATA group fares there can be concessional fares and he was referring only to that. He has not mentioned in this statement any figures of what it should have been and what the PIA is charging. So for these reasons I am afraid, I will have to rule it out of order as a privilege motion.

ADJOURNMENT MOTIONS

قاضی حسین احمد : اس کی ذرا وضاحت مطلوب ہے، آپ کہتے ہیں کہ منسٹر نے پی آئی اے کے دیئے ہوئے اعداد و شمار کا ذکر کیا ہے، اس نے اپنی کوئی statement نہیں دی، جو منسٹر کسی بھی ایئرلائن، یا کسی سرکاری محکمے یا نیم سرکاری محکمے کا ذمہ دار ہے اسکے فراہم کردہ اعداد و شمار یہاں پیش کرتا ہے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

جناب چیئرمین : اگر اس کی وضاحت آپ کو چاہیئے تو آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو میں آپ کو بتا دونگا۔

قاضی حسین احمد : نہیں یہ تو ہاؤس کی بات ہے ، آپ نے رولنگ دی ہے ۔

جناب چیئرمین : اس ہاؤس میں رولنگ کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

مولانا سمیع الحق : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب چیئرمین صاحب میں ایک بہت ضروری مسئلے کی طرف آنجناب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ، چونکہ اس کا تعلق اس ایوان سے ہے اور انہی ڈیسکوں سے ہے ، میں نے تحریری تحریک استحقاق داخل نہیں کی ، آپ مجھے زبانی طور پر ایک صرف مختصر سی استحقاق پیش کرنے کی اجازت دیں ، کیونکہ اس کا تعلق سارے ایوان سے ہے جناب محترم یہ ایوان بڑا مقدس ہے ۔ یہاں ہم کوئی ایسی چیز یا ایسا لٹریچر نہیں لانا چاہتے ، جس سے خلفشار پیدا ہو ، یہاں تمام ڈیسکوں پر ایک پمفلٹ رکھا گیا ہے اور اس کا نام ہے "شریعت بل یا فی سبیل للہ فساد ،، مجھے اس بل سے بحث نہیں ہے ۔ اس پمفلٹ کو کسطرح ایوان میں پہنچایا گیا ، کن لوگوں نے پہنچایا ، یہیں میرے کئی دوستوں نے دیکھا ہوگا اور شاید یہاں اسکی گواہی بھی کوئی دے دے تین چار روز پہلے یہ پمفلٹ یہاں تمام ڈسکوں پر رکھا گیا ، اور اس میں علی الاعلان علماء کو گالیاں دی گئی ہیں ، مسلمانوں کی دو جماعتوں کو لڑانے کے لئے انتہائی خطرناک قسم کے حوالے دیئے گئے ہیں اور یہ کہا گیا ہے کہ مسٹر جناح کے ذہن میں قطعاً کوئی مذہبی اسٹیٹ نہیں تھی ، . . . . . (مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں ، میں نے سن لیا ہے ۔

مولانا سمیع الحق : میں کہتا ہوں کہ جسطرح اقبال خان صاحب نے اس دن فرمایا تھا اور وہ چیئرمین صاحب کو بھی یہ حق نہیں دے رہے تھے ، صدر صاحب کے ریفرنس پر جو نظریاتی کونسل کی رپورٹ . . . ۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : میرے خیال میں آپ تشریف رکھیں ، میں نے سُن لیا ہے ، پہلے اس کی تحقیقات کی جائے کہ جس پمفلٹ کا حوالہ دیا گیا ہے واقعی یہ تقسیم ہوُا ہے ۔

قاضی حسین احمد: جی، یہ میرے ڈیسک پر پڑا ہوا تھا اور مجھے جوگیزئی صاحب نے بتایا کہ ان کے ڈیسک پر بھی پڑا ہوا تھا، بنگلزئی صاحب نے بھی بتایا

.... (مداخلت)

جناب چیئرمین: جن اصحاب کے ڈیسک پر ہے وہ بتا دیں۔

قاضی حسین احمد: دوسرا میں عرض کرتا ہوں کہ اس پر کسی کا نام درج نہیں ہے۔

مولانا سمیع الحق: یہ تین چار دن پہلے سب کے ڈیسک پر تھا۔

قاضی حسین احمد: یہ بالکل ایک گمنام پمفلٹ ہے۔

جناب حسین بخش بنگلزئی: یہ مجھے میرے ڈیسک پر نہیں ملا، یہ میرے کمرے میں آیا ہے۔

جناب چیئرمین: کمرے میں مجھے بھی ملا ہے لیکن یہاں پر تقسیم نہیں ہوا، تو یہ کوئی پریولیج اور پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

مولانا سمیع الحق: سر ہم جھوٹ نہیں کہتے۔

قاضی حسین احمد: میرے ڈیسک پر پڑا ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: یہ ہاؤس میں تقسیم نہیں ہوا۔ جو الزام ہے، وہ یہ ہے کہ اس ہاؤس میں کسی نے تقسیم کیا ہے جو غلط ہے۔

مولانا سمیع الحق: میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ڈیسک پر پڑا ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: آپ کے ڈیسک پر ہو گا لیکن ہاؤس میں تقسیم نہیں کیا گیا۔

مولانا سمیع الحق: جوگیزئی صاحب کے ڈیسک پر تھا، قاضی حسین احمد صاحب کے ڈیسک پر تھا، جوگیزئی صاحب آپ بتائیں، اتنے ثقہ گواہ آپ کے سامنے ہیں، اور آپ کہتے ہیں کہ نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: یہ سب جو حضرات بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: مجھے یہ میرے گھر پر ملا تھا، میں ساتھ لایا تھا، میں نے پڑھا نہیں تھا۔

جناب چیئرمین : شکایت تو اس بات کی ہے کہ اس پمفلٹ کو باقاعدہ طور پر اس ایوان میں تقسیم کیا گیا ہے اور ممبران کے ڈیسک پر رکھا گیا ہے جو کہ غلط ہے ۔

مولانا سمیع الحق : مجھے یہیں ڈیسک پر ملا ہے ۔

جناب چیئرمین : اب آپ کو ملا ہو گا ، آپ کی بد قسمتی ہے کہ آپ کو ملا ۔

مولانا سمیع الحق : اگر صرف مجھے ملا ہو تو بھی میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ، اس کا تحفظ بھی آپ پر ضروری ہے کہ میرے ڈیسک پر کس طرح پہنچا ، آپ اسکی انکوائری کریں ۔

جناب چیئرمین : اسکی انکوائری کر لیں گے کہ آپ کے ڈیسک پر کیسے پہنچا لیکن ایوان میں تقسیم نہیں کیا گیا ہے اور آپ کا ۔ ۔ ۔

(مداخلت)

مولانا سمیع الحق : تقسیم نہیں ہوا لیکن پہلے دے دیا گیا ۔ پہلے سے رکھا گیا تھا ۔ قاضی صاحب آپ کے ساتھ گیا ہوا تھا ۔

قاضی حسین احمد : اس پمفلٹ کی ایک قابلِ اعتراض بات یہ ہے کہ کسی کا نام لکھا ہوا نہیں ہے ایک فرضی نام مصنّف کا ہے ، پبلشر کا نام نہیں ہے کہاں سے آیا ، کس نے دیا ، ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : قاضی صاحب پمفلٹ کی تو ہم بات نہیں کر رہے جو شکایت تھی وہ یہ تھی ، اس ایوان میں ایک anonymous طریقے پر ایک پمفلٹ کو تقسیم کیا گیا ہے ۔ تاثر یہ دیا جا رہا ہے کہ اس کو باقاعدہ ایک منظم طور پر تقسیم کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے ۔ میں اتنا عرض کر رہا ہوں ۔

قاضی حسین احمد : اگر ہمارے ڈیسک پر پڑا ہوا ہو گا تو ہم یہ سمجھیں گے کہ ہم میں یہ تقسیم کیا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین : تو ذرا دوسروں سے بھی پوچھ لیں ۔

قاضی حسین احمد: ٹھیک ہے دوسروں نے اسکی تردید کر دی ہے۔ لیکن ہمارے تو ڈیسک پر پڑا ہوا ہے۔ ہمارے ڈیسک پر تو ایوان کے اندر کسی نے لاکر رکھا ہے۔

جناب چیئرمین: ممکن ہے کسی نے اس لئے رکھا ہو، کہ آپ۔۔۔۔

(مداخلت)

قاضی حسین احمد: منظم تو اتنا ہے کہ ان کو معلوم تھا کہ کس کس کی ڈیسک پر رکھنا ہے۔

مولانا سمیع الحق: اور جناب چیئرمین اتنا منظم ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے کمرے میں بھی پہنچایا گیا، آپ نے خود فرمایا کہ مجھے بھی کمرے میں دیا گیا۔ گویا اس کے پیچھے اتنی منظم لابی تھی۔

جناب چیئرمین: مولانا سمیع الحق صاحب میرے کمرے میں جو ڈاک مجھے پہنچتی ہے، اگر اس سب کی میں یہاں آپ کو وضاحت کر دوں کہ کیا کیا چیزیں آرہی ہیں، تو آپ خود حیران ہو جائینگے، اس ملک میں کیا نہیں ہو سکتا اور کیا ہو سکتا ہے، اس کی بات نہ کریں۔ پرائیویٹ ڈاک کی بات نہ کریں،

جناب اقبال احمد خان: جناب اس میں میرا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کسی کا نہیں ہوا، آپ تشریف رکھیں۔

جناب اقبال احمد خان: ان کے کمروں میں تقسیم ہو گیا، مجھے تو کمرے میں بھی نہیں ملا۔

مولانا سمیع الحق: ہمیں بھی اس سے اتفاق ہے اسکے مندرجات سے اسکو ملانے کی ضرورت نہ تھی، وہ ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین: تحریک التواء، قاضی عبداللطیف صاحب نمبر ۱۴۔

(i) *RE*: BOMB BLAST IN SOUTH WAZIRISTAN AGENCY

قاضی عبداللطیف : جناب چیئرمین ! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کی کارروائی روک کر حالیہ وقوع پذیر واقعہ پر بحث کیجائے، روزنامہ نوائے وقت ۵ جولائی ۸۶ کی شہ سرخی ہے کہ "جنوبی وزیرستان میں زبردست دھماکے" اخبار مذکور کا تراشہ ساتھ لف ہے ۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mir Nawaz Khan Marwat: Yes, Sir.

جناب چیئرمین : وضاحت اگر کرنا چاہیں تو ارشاد فرمایئے ۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! یہ دھماکوں کا قصہ پاکستان بھر میں اب تک ہو رہا ہے اور اب یہ وزیرستان اور اس سے ملحقہ علاقوں کے اندر بڑی منظم سازش کے ذریعے سے کیا جا رہا ہے ۔ اس کے متعلق عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ جب ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں تو رپورٹ یہ آتی ہے کہ کابینہ کا اجلاس ہوا اور ملک کے امن و امان پر بحث ہوئی اور اسے اطمینان بخش قرار دیا گیا ۔ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اگر اس قسم کے دھماکے ہو رہے ہیں جو آپکے سیٹلڈ علاقے میں بھی ہو رہے ہیں اور اسی طریقے سے قبائلی علاقے کے اندر بھی اب آگے ایک دوسری قرارداد بھی آئے گی کہ ہماری سرحدات کے ساتھ انہوں نے ایک مستقل کیمپ یا مستقل اڈے قائم کر رکھے ہیں ۔ جہاں سے ان لوگوں کو باقاعدہ امداد ملتی ہے ۔ تو میں گزارش کروں گا یہ ملک کے اندر انتہائی مایوسی ، خوف وہراس پھیلانے کی انتہائی منظم سازش ہے ۔ اور اس پر اس ایوان میں بحث کی جائے ۔

جناب چیئرمین : جناب مروت صاحب ۔

میر نواز خان مروت : جہاں تک جناب قاضی صاحب محترم کی تشویش کا سوال ہے بحیثیت ایک پاکستانی کے وہ بالکل اپنی جگہ بجا ہے ۔ ہر آدمی

اور ہر محبِ وطن پاکستانی کو ایسے عناصر کے خلاف ایسے واقعات پر تشویش لازماً ہوگی، لیکن جہاں تک واقعات کا تعلق ہے میں آپ کی خدمت اقدس میں اور آپ کی وساطت سے فاضل سینیٹر کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دوں۔ وہ یہ ہے کہ حکومت سرحد کی جانب سے موصول شدہ اطلاع کے مطابق مورخہ ۱۹۸۶-۶-۴ کو چند شرپسند عناصر نے تورہ پُل پر بم رکھ دیا تھا جس کے دھماکے سے پل کو نقصان تو پہنچا، یہ پُل جنڈولہ سے کوئی دو فرلانگ دُور ہے اور ڈیرہ اسماعیل خان ایف آر، سپینکئی اور راغزئی روڈ پر واقع ہے۔ متعلقہ حکام ایکسین وغیرہ کو ہدایت کیگئی تھی۔ جو ٹانک میں مقیم ہیں کہ اس کی مرمت کی جائے۔ پُل بالکل تباہ نہیں ہوا، بہرحال جس حصے کو نقصان پہنچا تھا اس کی مرمت کی گئی ہے اور وہ ٹریفک کے لئے کھول دیا گیا ہے۔ اِس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ ایک دوسری شکل اسکی ہے ایک آدمی کے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے تھے اور ایک آدمی مرگیا تھا یا ہلاک ہُوا تھا، اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ وہاں سے معلومات حاصل کی گئی ہیں اس علاقہ میں کسی کسان کی دھماکہ سے موت کا کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا، جہاں تک ہمیں معلومات ہوئی ہیں اور جو معلومات وہاں سے ملی ہیں نہ کوئی کسان وہاں مرا ہے اور نہ کسی کے چیتھڑے اُڑے ہیں، وہ اطلاع غلط ہے جہاں تک واقعات کی روشنی میں اخبارات میں خبر آئی ہے اس سے مطابقت نہیں رکھتی۔

مرکزی اور صوبائی حکومت اپنی حدود کے اندر ان حالات سے پوری طرح آگاہ ہے اور تخریب کاری کی سرگرمیوں سے نمٹنے کے لئے مؤثر اقدامات کر رہی ہے تاکہ ان کے علاقوں میں تخریب کاری کا سدِّباب ہو سکے اور قانون شکن عناصر کی جلد از جلد گرفتاری عمل میں آسکے بلکہ انکو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔ تو گزارش یہ ہے کہ نہ کوئی مرا ہے نہ

[Mir Nawaz Khan Marwat]

کچھ اور ہوا ہے پل کے ایک حصے کا ضرور نقصان ہوا ہے۔ تخریب کار وں نے اپنے پیچھے کوئی trace نہیں چھوڑا ہے لیکن کوشش جاری ہے کہ کسی طریقے سے ان کا trace لگا کر انکو گرفتار کیا جائے تاکہ ان کے خلاف صحیح قانونی کارروائی کی جا سکے۔

جناب چیئرمین: بم بلاسٹ کے سلسلے میں پچھلے دنوں محترم وزیر قانون نے جنکے پاس فی الحال وزیر داخلہ کا قلمدان ہے۔ اُنہوں نے فرمایا تھا کہ وزیر داخلہ جب تشریف لائیں گے تو اسپر مکمل بحث ہوگی۔ اگر وہ بحث ہو رہی ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ اس پر اصرار نہ کریں تو بہتر ہے۔

قاضی عبداللطیف: ٹھیک ہے۔ میں صرف ایک دو چیزیں جناب وزیر صاحب سے دریافت کرونگا یہ خوشی کی بات ہے کہ اس کے اندر کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوا یہ انہوں نے فرما دیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کسی تخریب کار کی گرفتاری ہوئی ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ جس اخبار میں یہ آیا ہے اور جسکی وجہ سے خوف وہراس ملک میں بڑھا ہے اگر یہ جھوٹ پر مبنی ہے تو کیا حکومت کیطرف سے اس کی تصحیح کرائی گئی ہے یا کوئی وارننگ دی گئی ہے؟

جناب چیئرمین: جناب مروت صاحب!

میر نواز خان مروت: جہاں تک کسان کے متعلق انہوں نے فرمایا ہے۔ جیسے ہمیں وہاں سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ جہاں تک خوف وہراس اور تردید کا تعلق ہے، تو پاکستان میں جہاں بھی دھماکے ہوتے ہیں وہ آپ کے علم میں ہیں لیکن حکومت کا یہ کام نہیں ہوتا کہ ہر خبر کی تردید کیا کرے۔ کیونکہ ہم نے کبھی اس کی تائید بھی نہیں کی اور ایڈمٹ بھی نہیں کیا۔ چونکہ اب یہ حکومت کیطرف سے بیان آ رہا ہے۔ بم بلاسٹ سے ہمیں انکار نہیں لیکن جہاں تک کسی کی گرفتاری کا تعلق ہے تو جیسے میں نے شروع میں عرض کیا کہ تخریب کار

نے اپنے پیچھے کوئی trace چھوڑا ہی نہیں تھا۔ بہرحال کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: جی عنایت خان صاحب۔

نوابزادہ عنایت خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔ بم بلاسٹنگ تو ایک مسئلہ ہے وہ تو چھکے سے ایک آدمی رکھتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہاں کھلم کھلا بندوقیں آرہی ہیں اور کھلم کھلا تقسیم ہو رہی ہیں۔ بہت سے پیسے آرہے ہیں اس سلسلے میں ہماری طرف سے کیا پوزیشن ہے ہم نے ان کے مقابلے کے لئے کیا کیا ہے؟

جناب چیئرمین: اس کا تحریک التوا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میں یہی عرض کرونگا کہ حکومت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ بم بلاسٹ کے جو cases ہیں وہ اب ایک اچانک یا urgent نوعیت کے نہیں رہے بلکہ اس پر ایک مکمل بحث کی ضرورت ہے انکی Motivation کیا ہے، ان کے اسباب کیا ہیں، اور کس طریقے سے اسکی مدافعت کی جا سکتی ہے چونکہ اس پر بحث کے لئے offer کی ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ اس پر اصرار نہ کریں تو بہتر ہے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں اسکا خیر مقدم کرونگا۔ لیکن وزیر صاحب نے اپنے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم ہر بات کی تردید یا اسکی تصحیح نہیں کر سکتے جبکہ انہیں معلوم ہے کہ آج دنیا کے اندر خوف و ہراس کا ذریعہ ہی اخبارات ہوتے ہیں۔ اگر وہ لوگوں کو اطمینان نہیں دلائیں گے تو وہ کس طریقے سے ہوگا۔ آپ جسطرح اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے لوگوں کو اپنے پروگراموں سے مطمئن کرانے کی کوشش کرتے ہیں اگر ایسی چیز دشمن کی جانب سے آئے اور آپ اسکی تردید یا تصحیح نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔ بہرحال میں اس پر اصرار نہیں کرتا، لیکن اس بات سے بالکل متفق نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین: پریس کی آزادی بھی مدنظر رکھیں۔ نیکسٹ تحریک التوا ۴۲، یہ بھی قاضی عبداللطیف صاحب کی ہے۔ تو پڑھ دیں۔

قاضی عبداللطیف : دوسری تحریک سے پہلے یہ عرض ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پریس کی آزادی کو بھی مدنظر رکھیں ۔ جب کہ آپ ہمیشہ یہ تلقین فرمایا کرتے ہیں کہ قانون کی آزادی اتنے تک ہوتی ہے کہ دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے ۔ اور جب دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ قانون کی آزادی نہیں کہلاتی ۔ بہر حال جس طریقے سے آپ فرمائیں ٹھیک ہے ۔

جناب چیئرمین : اگر وہ عمداً کرتے ہیں تو آپ کا فرمانا صحیح ہے بہر حال آپ next motion move کریں ۔

(ii) *RE*: CREATION OF FORCE OF SABOTEURS IN THE TRIBAL AREAS

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کی کارروائی روک کر حالیہ وقوع پذیر اہم قومی معاملہ پر بحث کی جائے ۔ یہ بھی اسی نوعیت کی ہے کہ علاقہ غیر میں تخریب کاروں کی چھاپہ مار فورس قائم ہوگئی ہے ۔ جس طریقے سے ہمارے نوابزادہ عنایت خان نے کہا کہ وہاں سے باقاعدہ اسلحہ اور بارود آرہا ہے ۔ اور آپ حضرات پڑھتے بھی رہتے ہیں کہ اسلحہ پکڑا گیا ۔ اس میں جدید قسم کا اسلحہ بھی آرہا ہے اور وہ یہاں تقسیم کیا جا رہا ہے ۔ تو یقینی بات ہے کہ ہم وہاں کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتے لیکن ہماری تشویش کا ذریعہ یہ ہے کہ یہاں پر بھی یقیناً انکے اپنے ساتھی ہوں گے اگر وہاں سے اسلحہ آرہا ہے یہاں کی رفاقت اور رہنمائی کے بغیر یقیناً نہیں آسکتا تو ہم حکومت سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہاں جو انکے ساتھی یا تخریب کار ہیں جنکی وساطت سے یہاں وہ تقسیم کیا جا رہا ہے انکے متعلق کوئی کارروائی کی ہے یا انکی نشاندہی ہوئی ہے ۔

میر نواز خان مروت : سر! بیشتر اس کے کہ میں اس کا جواب دوں ۔ میں آخری جملہ جو قاضی صاحب نے ارشاد فرمایا ہے یہاں ان کے جو

ساتھی ہیں یا ان کے ساتھ جو شریک ہیں ان کے خلاف کارروائی کیجائے۔ جب بھی حکومت کے نوٹس میں ایسی کوئی بات آتی ہے یا دورانِ تفتیش پتہ چلتا ہے تو یقیناً اسے گرفتار کیا جاتا ہے اسے بخشا نہیں جاتا۔ کیونکہ ملک کا قانون اور ملک کی سلامتی سب پر مقدم ہے۔ رہا ان کی اس موشن کا تعلق تو حکومت سرحد کی جانب سے موصولہ اطلاع کے مطابق واقعی وہاں پر گلابت خان، ملک دین خیل رہی ہیں آپ نے پورا پڑھا نہیں ہے۔ گلابت خان، ملک دین خیل ساکن نائی خیبر ایجنسی کا تعلق خاد افغان تنظیم سے ہے۔ کمانڈنٹ جلال آباد سے ہے جس نے اپنا ہیڈ کوارٹر ماگان حاجی مرمر بابا زیارت سورغز علاقہ میں معہ تقریباً ۸۰ تا ۱۰۰ افراد کے خندقوں میں مورچہ بندی کی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت اپنی حدود کے اندر حالات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اور تخریب کاروں سے مناسب طریقے سے نمٹنے کے لئے مؤثر اقدامات کر رہی ہے۔ پولیٹیکل حکام کو بھی ہدایت کر دی گئی ہے چونکہ یہ علاقہ جہاں گلابت خان اور اس کے ساتھیوں نے اپنا مسکن بنایا ہے نہایت دشوار گزار بلکہ ناقابلِ رسائی ہے۔ لہٰذا وفادار اور محب وطن قبائلیوں سے رابطہ قائم کیا گیا۔ امید ہے ان کی مدد سے تخریب کاروں کا وہاں قلع قمع ہو سکے گا۔ کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ انکے خلاف ایکشن لینے کے دوران کسی بے قصور یا بے گناہ کو گزند نہ پہنچے۔ حکومت اپنے فرائض سے آگاہ ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں۔ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے لئے تھوڑا وقت بھی چاہیئے۔

<u>قاضی عبداللطیف</u>: جناب والا! میں وزیر صاحب کے بیان کا خیرمقدم کروں گا لیکن اگر یہ ذرا وضاحت فرما دیں کہ قبائل کو انہوں نے اس سلسلے میں کونسی امداد دی ہے یا کونسا طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے تاکہ قبائل مستحکم ہو کر انکا انسداد کر سکیں۔

میر نواز خان مروت : جناب والا! ایک عرض کروں گا کہ چونکہ ابھی ایکشن لیا نہیں گیا تو قومی مفاد میں یہ نہیں ہوگا کہ ان کا ابھی ذکر کیا جائے ۔ اُمید ہے آپ مجھ سے اتفاق کریں گے ۔ اگر اس سے پہلے بتا دیا جائے تو اس کے اثرات زائل ہو جائیں گے ۔ میرا خیال ہے قاضی صاحب اس پر زور نہیں دیں گے ۔ بہرحال ان کے جذبات واحساسات کی میں قدر کرتا ہوں اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے ۔

قاضی عبداللطیف : ٹھیک ہے میں اصرار نہیں کرتا ۔

جناب چیئرمین : اصرار نہیں کیا جا رہا ۔ نیکسٹ ۔ ملک حاجی فرید اللہ خان صاحب نمبر ۵۴ ۔

(iii) *RE*: OPERATION OF PARA MILITARY FORCE JOINTLY WITH THE CIVIL ADMINISTRATION TO CHECK THE ACTIVITIES OF DACOITS IN SIND

ملک فرید اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کا حالیہ اجلاس روک کر درج ذیل فوری اہم نوعیت کے قومی مسئلے پر بحث کی جائے ۔ روزنامہ نوائے وقت کی اشاعت بتاریخ ۲ جولائی میں شہ سرخی کے ذریعے یہ تاثر ملتا ہے کہ سندھ میں ڈاکوؤں کیوجہ سے فوج اور رینجرز نے مل کر کارروائی شروع کر دی ہے ۔ اور حالات کی سنگینی کیوجہ سے سکھر ڈویژن میں جنگلات میں بمباری کے امکانات بھی ہیں ۔ خبر سے عیاں ہوتا ہے کہ سول انتظامیہ ناکام ہو چکی ہے ۔ ڈاکوؤں کی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں روسی ساخت کے اسلحہ کی سمگلنگ ہو رہی ہے اور لوگوں کے جان و مال کو خطرہ درپیش ہے ۔ اخبار کے ذرائع کے مطابق کارروائی کی نگرانی کے لئے ایک میجر جنرل کو تعینات کر دیا گیا ہے ۔ صوبہ سندھ کی مخدوش حالات پر محب وطن پاکستانی فکر مند ہیں ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس اہم فوری اور قومی نوعیت کے مسئلے پر تفصیلاً بحث کی جائے ۔

جناب چیئرمین : اسی مضمون سے ملتی جلتی ایک تحریک قاضی حسین احمد

صاحب نے بھی پیش کی ہے وہ بھی پڑھ کر سنائیں اگر وہ اسے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اگر نہیں پڑھنا چاہتے تو . . . . (مداخلت)

قاضی حسین احمد: کیا نمبر ہے؟

جناب چیئرمین: نمبر ہے اسکا ۷۶، آج ہی پہنچی ہے

قاضی حسین احمد: صوبہ سندھ میں ڈاکوؤں کی گرفتاری کے لئے ہزاروں پولیس اور سول آرمڈ افراد پر مشتمل خصوصی دستے ابھی تک کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ اور ان کی موجودگی کے باوجود قتل، اغوا اور ڈکیتی کی وارداتیں جاری ہیں۔ اندرون سندھ کے علاوہ کراچی میں بھی ڈکیتیوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ امن و امان میں ناکامی کی یہ صورتحال، صوبہ سندھ کے عوام کی یہ پریشانی اور خوف پاکستانی عوام کے لئے باعث تشویش و اضطراب ہے۔ مسئلہ کی اہمیت اور سنگینی کا تقاضا ہے کہ اس قومی مسئلہ پر فی الفور غور کے لئے، سینٹ کی معمول کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

جناب اقبال احمد خان: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: اگر کوئی وضاحت کرنا چاہتے ہیں لیکن بہت مختصر سی تو آپ فرید اللہ خان صاحب کر دیجئے۔

ملک فرید اللہ خان: جناب والا! سندھ کے جو اندرونی حالات ہیں...

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سندھ کے حالات تو بعد میں ڈسکس ہوں گے آپ یہ فرمائیے کہ یہ ایڈمیسبل کیسے ہے؟

ملک فرید اللہ خان: ایڈمیسبل اس لئے ہے کہ اخبار کے ذرائع کے مطابق سندھ کی انتظامیہ ناکام ہو چکی ہے۔ اور نظم و نسق کے لئے ایک میجر جنرل کو تعینات کر دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ فرنٹیئر کانسٹیبلری

[Malik Faridullah Khan]

کو بھی وہاں بھیج دیا گیا ہے - جناب والا! ایک تو یہ صوبائی معاملہ نہیں بنتا کیونکہ اگر فوج اور سول آرمڈ فورسز اس میں involve ہیں تو یہ فیڈرل سبجیکٹ بنتا ہے - دوسرا یہ کہ یہ فوری اہم نوعیت کا قومی مسئلہ بھی ہے - بس ذرا اختصار کے ساتھ عرض کر دوں کہ سندھ میں ڈاکوؤں کی کارروائیوں سے میرے قبیلے کے چار افراد اب تک ہلاک ہو چکے ہیں - تین لاپتہ ہیں - ہماری ڈاٹسن کی بارہ پک اپ ڈاکو اغوا کر کے لے گئے ہیں اور اس کے علاوہ اسلحہ کی سمگلنگ اور روسی اسلحہ کا وہاں پر جو کاروبار ہو رہا ہے وہ بھی باعث تشویش ہے - اس کے علاوہ بعض سیاسی جماعتیں، صوبہ سندھ میں انتشار پھیلانا چاہتی ہیں - کنفیڈریشن اور جیئے سندھ کے نعرے بھی لگتے ہیں - اس لئے بہت ہی اہم نوعیت کا یہ مسئلہ ہے - تو گزارش یہ ہے کہ اس پر تفصیلاً بحث کی جائے -

جناب چیئرمین: جناب قاضی صاحب!

قاضی حسین احمد: جناب والا! سندھ کی جو امن و امان کی صورت حال ہے - ہمیں شک نہیں کہ وہ مسلسل ایک مسئلہ ہے - میں نے اس میں ایک specific اور متعین واقعہ کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ ایک substantially specific واقعہ ہے کہ سینکڑوں پولیس اور سول آرمڈ فورسز کی ایک خصوصی مہم اس میں چلائی گئی ہے - لیکن اس کے باوجود جو رپورٹ آئی ہے جس کا تراشہ میں نے اس کے ساتھ دیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسمیں پوری انتظامیہ مفلوج ہو چکی ہے میرا خیال تو یہ ہے کہ چونکہ یہ اہم واقعہ ہے اور فوری اہمیت کا بھی ہے اور اس پر پوری قوم کو تشویش ہے - سندھ کی صورت حال پر بھی تشویش ہے چنانچہ یہ قومی نوعیت کا مسئلہ ہے - اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ زیادہ ٹیکنیکل سہارے لینے کی بجائے آپ کسی وزیر کو کہہ دیں کہ کوئی وقت اس کا متعین کر دیں - جسطرح آپ نے دوسرے مسائل کیلئے کیا وزارت داخلہ

سے اس پر بھی آپ request کر لیں کہ اس مسئلہ پر بھی وہ ایوان کو وقت دے تاکہ اس پر بحث ہو سکے۔

جناب چیئرمین: وزارت داخلہ ہمہ تن گوش ہے، جناب اقبال احمد خان!

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! امن و امان کی جتنی تشویش اس معزز ایوان کے اراکین کو ہے۔ حکومت کو بھی اتنی ہی تشویش ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ سندھ میں ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے اور عوام کی جان و مال کو محفوظ کرنے کے لئے وہاں کانسٹیبلری اور رینجرز کو اپائنٹ کیا گیا۔ لیکن جہانتک اس تحریک کا تعلق ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ حال ہی میں نیشنل اسمبلی میں agitate ہوا تھا، ملک محمد اسلم کھچیلا ایم این اے صاحب کی تحریک التواء نمبر ۴۰ کے ذریعے اس کو اٹھایا گیا اس لئے رول ۷۱ (D) کے تحت یہ مسئلہ یہاں زیر غور نہیں آ سکتا۔ لیکن جیسے جناب والا! پہلے ایک مرتبہ میں نے گزارش کی تھی اور ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے معزز ساتھی جناب میر نواز خان مروت صاحب نے بھی ارشاد فرمایا کہ یہ مسئلہ بھی امن و امان سے ہی تعلق رکھتا ہے اس لئے جو وعدہ ہم نے کیا کہ جونہی ہمارے وزیر داخلہ تشریف لاتے ہیں ان سے مشورہ کرنے کے بعد اس معزز ایوان میں لاء اینڈ آرڈر سچوئیشن پر بحث کرنے کے لئے جس میں یہ مسئلے بھی زیر بحث آ سکتے ہیں، ایک وقت مقرر کیا جائے گا۔ جسمیں ہمارے محترم سینیٹر صاحبان اظہار خیال فرمائیں گے۔ اور انکی رائے اور تجاویز سے استفادہ بھی کریں گے اور ان پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں گے تاکہ ملک کے اندر مکمل طور پر امن و امان بحال ہو اور عوام بلا خوف و خطر اپنی زندگی کے دن گزار سکیں۔

جناب چیئرمین: جناب حمزہ خان پلیجو، جی فرمائیے۔

جناب حمزہ خان پلیجو: جناب والا! عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی

[Mr. Hamzo Khan Palejo]

منسٹر صاحب نہیں ہوتے تو وہ معاملہ التوا میں پڑھ جاتا ہے۔ اور وہ دوبارہ اس ہاؤس میں پیش نہیں ہوتا۔ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ اور خاص کر سندھ کے عوام بہت پریشان ہیں اور یہ سندھ کے عوام کا امن و امان کا مسئلہ ہے تو وزیر صاحب یہ یقین دہانی کرائیں کہ اس اجلاس میں یہ معاملہ زیر غور آئے گا۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ جونہی وزیر داخلہ ملک میں تشریف لے آتے ہیں۔ ایک دن مقرر کیا جائے گا، جس میں اس پر مکمل بحث ہو سکے گی۔ اس وضاحت کے بعد آپ اس پر اصرار کریں گے یا مجھے رولنگ دینے کی۔۔۔ (مداخلت)

قاضی حسین احمد: نہیں جناب۔ ہم اس پر اصرار نہیں کریں گے۔ آپ کو رولنگ دینے کی تکلیف نہیں دینگے۔

جناب چیئرمین: شکریہ تو اس پر اصرار نہیں کیا جا رہا۔ آپ کی اطلاع کے لئے اتنا میں عرض کردوں کہ یہ معاملہ صوبائی ہے اور

Constitutionally, the Provincial Government is empowered to call on the services of the Civil Armed Forces or for that matter of the Army in aid of civil power

تو اس میں کوئی آئینی بے قاعدگی نہیں ہے اور صرف اس وجہ سے کہ آرمی کو بلایا گیا ہے۔ یہ صوبائی سے فیڈرل مسئلہ نہیں بنتا۔ تو شکریہ۔ تحریک التوا کا وقت بھی ختم ہو چکا ہے اور نماز کا وقت بھی ہے تو

The House is adjourned to meet again at 8.00 P.M. Thank you.

(The House adjourned for Maghrib prayers)

[The House re-assembled after the interval with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair]

THE ENFORCEMENT OF SHARIA BILL, 1985

<u>جناب چیئرمین</u> : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

We take up legislative business. Item 2. Further consideration of the following motion moved by Qazi Abdul Latif and Maulana Samiul Haq on the 6th of July, 1986.

> "That the Bill to enforce Sharia in the country to be called the enforcement of Sharia Bill, 1985, be taken into consideration".

We were on its first reading.

<u>جناب عبدالرحیم میرداد خیل</u> : وہ نہیں ہیں ۔ بلاؤں انکو ، وہ کیفے ٹیریا میں ہونگے ۔

<u>جناب چیئرمین</u> : جی بلائیں ۔ اپر Discussion ہے ہر ایک اس پر بول سکتا ہے ۔ اتنے میں وہ بھی آجائیں گے ۔

The first speaker on the list is Sardar Khizar Hayat Khan.

<u>سردار خضر حیات خان</u> : جناب چیئرمین! آج ہم ایک اہم بل پر ڈسکشن کر رہے ہیں ۔ جو شریعت بل ہے ۔ پاکستان کا قیام ان مسلمانوں کی قربانیوں کا نتیجہ تھا جنہوں نے اسلام کے لئے اپنی جانیں قربان کیں اور پاکستان بنا ۔ اس وقت یہی کہا جاتا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ

Pakistan was not an end by itself but a means to an end, that means that the Muslims should organize their lives according to Islam, Quran and Sunnah.

جناب چیئرمین ! آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ ۱۹۴۷ء سے لیکر قرارداد مقاصد تک عوام یہ توقع کرتے رہے ہے کہ کوئی ایسی بات بنے جس سے وہ لوگ جو پاکستان میں شامل ہوئے ہیں وہ اپنی زندگیاں اسلام اور قرآن و سنّت کے مطابق جاری رکھ سکیں ۔ لیکن بدقسمتی

[Sardar Khizar Hayat Khan]

سے قرارداد مقاصد تک کوئی ایسا کام نہ ہوا اور لوگ مایوس ہوتے رہے اور پھر قرارداد مقاصد بھی صرف ایک ڈیکلیریشن تھی جو preamble میں شامل کی گئی۔ لیکن قرارداد مقاصد سے لے کر ۱۹۷۳ء کے آئین تک کوئی ایسا کام نہ ہوا جس سے مسلمان اپنی زندگیاں قرآن و سنّت کے مطابق گزار سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے بعد یہ پہلی حکومت آئی ہے جس نے قرارداد مقاصد کو آئین کے preamble کا حصہ بنایا ہے۔ اور اس کو آئین میں شامل کیا۔ اس کے بعد نویں ترمیم جو ہے وہ ایک کام ہے، جس میں شریعت کے مطابق، اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں سنوارنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب پاکستان بنا تھا، اس میں تمام مسلمانوں نے بلا امتیاز فرقوں کے، حصہ لیا۔ اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا، نام صرف اسلام کا تھا، اور اسلام کا مقصد جو آج تک سمجھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن و سنّت کے مطابق کام ہو اور اس میں کوئی ایسی تفریق یا تفریق نہیں کی گئی تھی۔ آج میں سمجھتا ہوں، نویں ترمیم کے بعد، اس بل کو جسے شریعہ بل کہا جاتا ہے، اس کی نہ ضرورت تھی اور نہ ضرورت ہے کیونکہ اس سے ایک تو وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے جو مقاصد وہ چاہتے ہیں کہ حاصل ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اسلام اور قرآن و سنّت کے مطابق زندگیاں گزارنے کا مقصد تھا، وہ تو نویں ترمیم میں پورا ہو جاتا ہے اور جو قانون ہوتا ہے وہ آئین کو over ride نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے اس بل کو من و عن پاس کرنے کی کوشش کی تو اس سے تفرقہ پڑے گا اور وہ مقصد، جس کیلئے پاکستان بنا تھا، وہ پورا بھی نہیں ہو سکے گا۔

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل جیسا کہ اس پوزیشن میں ہے، یہ کوئی لاء کی صورت نہیں بن سکتا اور نہ اس پر عملدرآمد

ہو سکتا ہے۔ آپ اِس بِل کی پہلی اور دوسری پروویژن دیکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ اسلام کی بالادستی ہو اور پاکستان کی بقاء کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ آج ہمیں کوئی ایسی آئینی یا قانونی تبدیلیاں نہیں کرنی چاہئیں جس سے کہ قوم میں تفرّقہ پیدا ہو اور وہ تصدیق شدہ کام جو ہم ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک کرتے رہے ہیں کہ اسلام کا بول بالا ہو، اسلام کی بالادستی قائم ہو، یہ کام تو نویں ترمیم پاس کرنے کے بعد پُورا ہو گیا ہے اور یہ خواہشات پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی ہیں جو عوام کی تھیں کہ اسلام کا بول بالا ہو، قرآن و سنّت کی بالادستی ہو یہ نویں ترمیم کے بعد پُوری ہو گئی ہیں۔

اس بل سے نہ تو وہ مقصد پُورا ہوتا ہے جو اسلام کی بالادستی کا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس کا اسلام سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے اگر اسکو موجودہ صورت میں پاس کرنا مقصود ہو تو اس سے تفرقہ بازی ہو گی، قوم تقسیم ہو گی، اور قوم اگر تقسیم ہو گئی تو ہم اس بلند مقصد، جس کو ہم پاکستان کی بقاء کا مقصد کہتے ہیں، وہ بھی پُورا نہیں کر سکیں گے بلکہ نقصان میں جائیں گے اور ہم نے تو یہ عہد کیا تھا کہ ہم نے پاکستان میں قرآن و سنّت کے نفاذ کے لئے کام کرنا ہے، اور اس کیلئے جدوجہد کرنی ہے۔ اب اس حکومت نے قُرآن و سنّت کی بالادستی نویں ترمیم کے ذریعے سے قائم کردی ہے اور اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ اِس میں جو "definition" "اجماع امّہ" کی یا اس قسم کی دوسری چیزیں ہیں اس سے قوم میں تفرقہ پیدا ہو گا، تفریق پیدا ہو گی اور اگر خُدا نخواستہ یہ بل اِس طریقہ سے پاس ہُوا تو اس سے اور بھی بہت نقصان ہو گا اور قوم میں ایسا تفرقہ پیدا ہو گا جس سے خاکم بدہن، پاکستان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ (+ + +) جس کو کہتے ہیں کہ (+ + +)، اگر۔۔۔ (مداخلت)

قاضی عبداللطیف : جناب والا !

جناب چیئرمین : جی فرمایئے ۔

قاضی عبداللطیف : (+ + +) ہم سننا نہیں چاہتے ۔

سردار غضنفر حیات خان : جناب والا ! میں بھی ایسی (+ + +) نہ سننے کا عادی ہوں اور نہ سننا چاہتا ہوں ۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا !، (+ + +) کیا پارلیمانی زبان ہے ۔

سردار غضنفر حیات خان : جناب والا ! میں ایسی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں . . . (مداخلت)

قاضی عبداللطیف : کیا یہ پارلیمانی زبان ہے ؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں ،

قاضی عبداللطیف : میں یہ عرض کروں گا کہ شاید ، یہ جو پمفلٹ تقسیم ہوا ہے ، انہی لوگوں نے تقسیم کیا ہے اور یہی لوگ ذمہ دار ہیں ۔ اب تو پتہ چل گیا ہے ، جس پر انہوں نے احتجاج کیا تھا ۔

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں ، میرے خیال میں ، یہ دونوں لفظ غیر پارلیمانی ہیں (+ + +) ان دونوں کو حذف کیا جائے ۔

سردار غضنفر حیات خان : مہربانی سر ، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں ایسی کوشش کرنی چاہیئے جس سے پاکستانی قوم میں ، مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو اگر ہم نے کوئی ایسی کوشش کی جس سے تفرقہ پیدا ہوا اور اس سے قوم فرقوں میں بٹ گئی ، پاکستان بٹ گیا تو خدانخواستہ وہ قربانیاں جو قوم نے لاکھوں کی تعداد میں دی تھیں ، ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور میں سمجھتا ہوں جناب والا ! کہ اس بل کو اس صورت میں جیسے کہ یہ پیش کیا گیا ہے ، اس میں ایسی provisions ہیں جن پر عملدر آمد ہو ہی نہیں

+++ (بحکم چیئرمین حذف کیا گیا)

سکتا اور ایسے قانون پاس کرنے کا مقصد ہی کیا ہوتا ہے جس پر عملدرآمد ہو ہی نہ سکے۔ میں ان محرکین سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ بتائیں کہ آیا یہ نافذ العمل ہو سکتا ہے یا نوین ترمیم کے بعد اس سے کیا فرق پڑے گا۔ کیا کوئی ایسی چیز ہے جس سے ان Provisions پر عملدرآمد ہو سکے گا۔ اس کو پاس کرنے سے عملدرآمد کے طریقے وضع ہو جائیں گے۔

میں جناب عرض کرتا ہوں کہ یہ تو چند Declarations ہیں، یہ کوئی ایسا قانون نہیں ہے اس سے کوئی Codifiedlaw نہیں بنتا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں جیسے کہ فرمایا گیا ہے کہ قرآن وسنہ کی یہ definition ہے، اور "اجماع" کے بارے میں جو اس میں شامل کیا گیا ہے اس کے متعلق یہ نہیں بتایا گیا کہ "اجماع" کون کرے گا اور کتنے آدمی ہوں گے اور ان کی اہلیت کیا ہوگی بلکہ یہ ایک "اجماع" کی Vague اسی Term ہے یہ کہہ دیا گیا ہے "اجماع" اس سے تو اور بھی بہت زیادہ خدشہ ہے جس سے لوگوں میں تفرقہ پڑے گا۔ اس میں نہ تو یہ بتایا گیا ہے کہ اجماع کرنے والے کون ہوں گے، ان کی تعداد کیا ہوگی، ان کی اہلیت کیا ہوگی۔ نہ یہ کہا گیا ہے کہ اجماع کتنے عرصے کے لئے ہوگا، کب اور کن کن مواقع پر ہوگا اور اسی طریقے سے "قیاس" کی جو بات ہے، یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے مخالف ہے اسلام کے مطابق نہیں ہے۔

اس میں ایسی provisions بھی ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ تمام کورٹس، جس میں تھرڈ کلاس مجسٹریٹ بھی شامل ہوتے ہیں جنہیں یہ بھی پتہ نہیں ہوتا ہے کہ عدالت کا کام کیسے چلایا جاتا ہے، اگر ان کو بھی اختیار دے دیں گے کہ وہ شریعت کے مطابق فیصلے کریں ان کو تو پتہ ہی نہیں ہے کہ شریعت کیا ہے ان کو قانون کی حد تک تو آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ قانون ہے لیکن جنکو یہ بھی پتہ نہ ہو کہ شریعت کیا ہے،

[Sardar Khizar Hayat Khan]

وہ فیصلے کیسے کریں گے - ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ شریعت نافذ ہو، اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ شریعت بل ہی پاس ہو - اصل بات تو یہ ہے کہ اسلام کا بول بالا ہو - قرآن اور حدیث کی حکومت ہو، اس کی بالا دستی ہو اور یہ نویں ترمیم میں بات ہو چکی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اِس چیز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر اس صورت میں یہ بل پاس ہوا تو یہ قوم اور ملک کے لئے زیادہ نقصان دہ ہوگا - اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اسلام کے تو خواہش مند ہیں لیکن ایسی شریعت کے نہیں، ہم شریعت محمدی کے لئے جانیں دینے کے لئے بھی تیار ہیں، ساری قوم جانیں دینے کے لئے تیار رہے لیکن ایسی شریعت نہیں، جس میں ہر آدمی کہے کہ میری یہ شریعت ہے - شریعت ایسی ہو جو قرآن و سنت کے مطابق ہو، اس شریعت کے لئے تو ہم اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہیں - اپنی جان، مال، اپنی جائیداد حتیٰ کہ اپنی اولادیں بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن صرف اس شریعت کے لئے جو قرآن و سنت کے مطابق ہو - اب دیکھنا تو یہ ہوگا کہ یہ جج تمام تھرڈ کلاس مجسٹریٹ ہیں اِن کو بھی شریعت کا پتہ ہی نہیں ہے کہ شریعت کیا چیز ہے -

تیسری بات یہ کہ اگر آپ کوئی کوالیفکیشن نہ رکھیں اور آپ جج مقرر کر دیں اور ایسے نا اہل لوگوں کو مقرر کر دیں تو وہ پھر شریعت کی انٹرپریٹیشن کیا کریں گے جب کہ ان کو خود یہ پتہ نہیں ہوتا ہے کہ شریعت کیا ہے - جن کو نہ اسلام کا پتہ ہو اور نہ شریعت کا پتہ ہو- اس لئے میرا مقصد تو یہ ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کو اگر جدوجہد کرنی ہے تو قرآن و سنت کی بالا دستی کیلئے کرنی چاہیئے - ایک خاص قسم کی شریعت کے لئے جدوجہد نہیں کرنی چاہیئے بلکہ قرآن و سنت کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے -

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایسے کام کرنے میں خوشی ہو گی جس سے پاکستان میں تفرقہ پیدا نہ ہو، جس سے یہ خدشہ پیدا نہ ہو کہ اس سے لوگوں میں اور پاکستان میں تفرقہ پیدا ہوگا - ہمیں ایسا کوئی قانون پاس

نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ نفاذ تنفیذ اسلام کی بالا دستی کے لئے ضروری ہے جیسے قوم اور سینیٹ کے اراکین نے متفقہ طور پر پاس کیا ہے اس کے بعد میرے خیال میں کوئی ایسی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ یہ بل جو ہے اسے پاس کیا جائے میں یہ عرض کرونگا کہ اس بل کو اس صورت میں پاس کرنا قوم اور ملک کے مفاد کے خلاف ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : شکریہ!

قاضی حسین احمد : جناب والا! جو پچھلا پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اس وقت یہ بات چل رہی تھی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ لوگوں تک پہنچائی جائے، کس رنگ میں پہنچائی جائے، آپ کے پاس پہنچ چکی ہے اور آج میں نے ایک قرارداد بھی اس سلسلے میں دی ہے اور میں یہ استدعا کرونگا کہ ہماری رہنمائی کے لئے اس سٹیج پر انتہائی ضروری ہے کہ ہم اسلامی نظریاتی کونسل کی آراء سے استفادہ کریں، بل کے اوپر بحث ہونے کے بعد اور پاس یا مسترد ہونے کے بعد تو اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی۔ اتنے بڑے آئینی ادارے کو درخور اعتناء نہ سمجھنا اس ادارے کی بھی توہین ہے، وہاں پر بہت بڑے ماہرین شریعت اور ماہرین قانون بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنی رائے سینیٹ کے چیئرمین کے پاس بھیجی ہے، ہمیں تین دن سے اس چیز سے استفادہ کرنے کا موقع بھی نہیں دیا جا رہا ہے، میرا خیال یہ ہے کہ دستور کی بھی خلاف ورزی ہے اور یہ قواعد کی بھی خلاف ورزی ہے، اس پر بحث ہو چکی ہے۔ تو مہربانی کر کے ان کو انسٹرکیٹ کریں یا خود اس کا فیصلہ کریں اور ہمیں دیں تا کہ ہم اس سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔

جناب چیئرمین : جناب اقبال احمد خان صاحب! آپ کچھ اس کے

متعلق فرمائیں گے؟

جناب اقبال احمد خان: جناب! میں نے اپنی گزارشات اس روز پیش کر دی تھیں، اگر آپ کا حکم ہو تو ان کو ریپیٹ ہی کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے تو ہاؤس کو انفارم کیا تھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل سے یہ کمیونیکیشن میرے پاس پہنچی ہے، میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ یہ میرا کام نہیں کہ میں اس کو ایوان کے سامنے پیش کروں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ حکومت کو ایک رپورٹ ہے اور یہ حکومت کی صوابدید پر ہے کہ وہ اس کو ایوان کے سامنے لے آنا چاہتی ہے اور کس فارم میں لے آنا چاہتی ہے، آپ نے فرمایا تھا کہ اس پر سوچ کر کے پھر آپ بتائیں گے کہ کیا ہو سکتا ہے اور کیا نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک قاضی صاحب نے ایسی پوائنٹ اٹھایا کہ اس کے بعد اسکی پھر کوئی وقعت نہیں رہے گی، وہ صحیح نہیں ہے۔ یہ قانون اگر پاس بھی ہو جائے تو جہاں تک آئین کا تعلق ہے، اس کے بعد بھی اگر یہ رائے آتی ہے اور اس میں وہ بتاتے ہیں کہ اس میں کوئی نقص یا خامی ہے تو یہ پھر بھی ایوان کے سامنے آسکتی ہے اور اس پر غور ہو سکتا ہے لیکن یہ سب اس پر منحصر ہے کہ حکومت کیا چاہتی ہے کیونکہ یہ رپورٹ حکومت کو ہے میں نے یہ کہا ہے کہ میرا اختیار یہ ہے کہ میں ان سے رائے طلب کروں۔

قاضی حسین احمد: یہ جناب دفعہ ۲۳۰ کا جو پرووائزو ہے اس میں ہے

Provided that, where a law is referred for advice to the Islamic Council and the Council advises that the law is repugnant to the Injunctions of Islam, the House or, as the case may be, the Provincial Assembly, the President or the Government shall reconsider the law so made.

اب اس میں یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو جب کوئی چیز نہیں بھیجی گئی، ان کے پاس نہیں پہنچی اور ان کی رائے معلوم نہیں ہے۔ اس کے بعد ایک قانون

پھر یہاں بحث ہوئی اور قانون پاس ہو گیا۔ اس کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رائے دی تو اس میں یہ ہے کہ reconsider کیا جائے گا۔ لیکن اسلامی نظریاتی کونسل کی ایک رائے آ چکی ہے، ایوان کے پاس موجود ہے، قانون زیرِ غور ہے، زیرِ بحث ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی یہ توہین حکومت کیوں کر رہی ہے کہ اسکی رائے چیئرمین کے پاس پہنچ چکی ہے، حکومت کے پاس پہنچ چکی ہے، ان کی صوابدید پر ہے اور وہ ہاؤس کو بھی اور ایوان کو بھی اس سے محروم رکھ رہے ہیں۔ اتنی ساری controversy یہاں پیدا ہو رہی ہے، کوئی کہتا ہے کہ تھرڈ کلاس مجسٹریٹ اس میں کیا کریں گے، کوئی کہتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے، کوئی کہتا ہے یہ codified نہیں ہے، ان تمام چیزوں کا جواب اس میں موجود ہے، وضاحت بھی موجود ہے، ماہرین قانون اور علماء نے مل کر ایک رپورٹ تیار کی ہے اور اس ہاؤس کو اس سے محروم رکھا جا رہا ہے، یہ اس ہاؤس کی بھی توہین ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی بھی توہین ہے۔

<u>جناب چیئرمین:</u> جو reference آپ نے لاء کا کیا ہے اسکو ذرا پھر پورا پڑھنا پڑے گا۔ اس میں صورت یہ ہے کہ دو مختلف articles ہیں جن کا اس چیز پر اطلاق ہے۔ پہلا ہے ۲۲۹ پر جس میں دو ...

> "The President or the Governor of a Province may, or if the two-fifths of its total membership so requires, a House or a Provincial Assembly shall, refer to the Council of Islamic Ideology for advice any question as to whether a proposed law is or is not. . . . "

اب جو یہ بل ہمارے پاس ہے یہ proposed law کی definition میں آتا ہے۔ یہ ابھی تک law نہیں ہے۔ پھر آگے آرٹیکل ۲۳۰ میں اس کی سب کلاز (بی) ہے اس میں پھر یہ ذکر ہے۔

230(b) — "to advise a House, a Provincial Assembly, the President or a Governor on any question referred to the Council as to whether a proposed law is or is not repugnant" . . . .

[Mr. Chairman]

تو یہاں پر بھی proposed law کا تعلق ہے - ابھی law کا stage نہیں آیا
پھر ۲۳۰، سب کلاز (۲) میں یہ کہا گیا ہے کہ :

230(2) — "When, under Article 229, a question is referred by a House, a Provincial Assembly, the President or a Governor to the Islamic Council, the Council shall, within fifteen days thereof, inform the House, the Assembly, the President or the Governor, as the case may be, of the period within which the Council expects to be able to furnish that advice."

اس کے بعد اب مفروضہ یہ ہے کہ یہ advice اس مرحلے پر جن صاحب نے مانگی تھی خواہ وہ صوبائی اسمبلی تھی یا یہ ہاؤس تھا یا صدر تھا یا گورنر تھا، وہ انکے پاس پہنچ چکی ہے، اس کے بعد پھر کہا گیا ہے کہ :

"Where a House, a Provincial Assembly, the President or the Governor, as the case may be , considers that, in the public interest, the making of the proposed law . . . ."

ابھی تک proposed law ہی چلا آ رہا ہے۔

. . . . . in relation to which the question arose should not be postponed until the advice of the Islamic Council is furnished, the law may be made before the advice is furnished."

یعنی یہ بھی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ اگر ان کو ریفر بھی کیا گیا ہے لیکن یہ ہاؤس یا صوبائی اسمبلی یا گورنر یا کوئی بھی law making authority ہے ان کی صوابدید کے مطابق یہ public interest میں نہیں ہوگا کہ اس پر کارروائی بند کی جائے تو وہ اس propsed law کو into a law convert کر سکتے ہیں، اور اس کے بعد پھر وہ proviso جو آپ فرما رہے تھے، تبھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

"that, where a law is referred for advice to the Council of Islamic Ideology and the Council advises that the law is repugnant to the Injunctions of Ialsm, the House or, as the case may be, the Provincial Assembly, the President or the Governor shall reconsider the law so made."

تو پہلے وہ proposed law بن گیا، اتنے عرصے میں advice نہیں پہنچی تھی یا اس کو consider نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے بعد پھر ان کی رائے آئی، یہ repugnant ہے یا اسمیں یہ خامی ہے یا نقص ہے تو پھر دوبارہ بھی اس پر غور ہو سکتا ہے۔ تو جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے، اسکی اصلی آئینی صورتحال یہ ہے، باقی جو آپ کا نکتہ ہے کہ حکومت کیوں نہیں کرنا چاہتی یا کیا کرنا چاہتی ہے، اسکے متعلق غالباً حاجی ترین صاحب یا اقبال احمد خان صاحب جواب دیں گے۔

میر حاجی ترین: جناب! پوائنٹ آف ایکسپلینیشن۔ جہاں تک اسلامی نظریاتی کونسل کا میری وزارت مذہبی امور کے ساتھ واسطہ ہے اور یہ precedent رہی ہے کہ ان کی جتنی سفارشات ہماری منسٹری میں آتی ہیں، ہم ہی قومی اسمبلی میں یا سینٹ میں ان کو پیش کرتے ہیں، جہاں تک میری معلومات ہیں، اس وقت میرے پاس ان کی کوئی ایسی کاپی نہیں آئی ہے۔ سفارشات کی، اس شریعت بل کے بارے میں، جس کو میں یہ سمجھوں کہ اس ہاؤس میں اس کو آنا چاہیئے اور جہاں تک صدر صاحب نے آپ کے پاس بھیجی ہے، ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کے ذاتی علم میں یہ چیز لانے کے لیئے بھیجی ہو، باقاعدہ طور پر ہمارے پاس نہیں بھیجی گئی۔

جناب چیئرمین: میں نے بہت وضاحت سے اس سب معاملہ کی تفصیل آپ کو بتائی تھی کہ صدر نے اسلامی نظریاتی کونسل کو ریفر کیا تھا، اُن کو یہ کہا تھا کہ آپ کی رپورٹ سینٹ کے چیئرمین کو بھیج دی جائے، ایک کاپی مجھے بھیج دی جائے اور اس کی کاپی آپ کی منسٹری کو گئی ہے یا نہیں مجھے اس کا علم نہیں، لیکن اس خط پر صدر صاحب نے اس کی کاپی لاء منسٹری کو ضرور بھیجی تھی اور اسکے بعد یہ جو اسلامی نظریاتی کونسل سے رپورٹ آئی ہے، انہوں نے بھی اسی خط کا حوالہ دے کر یہ کہا ہے

[Mr. Chairman]

کہ یہ رپورٹ جیسے صدر صاحب کا ارشاد ہے، ہم آپ کو بھیج رہے ہیں اسکی ایک کاپی صدر صاحب کو بھی گئی ہے اور میری اطلاع کے مطابق اس رپورٹ کی کاپی لاء منسٹری کو بھی گئی ہے، آپ کی منسٹری کو یہ گئی ہے یا نہیں لیکن بحث پچھلے ہفتے بھی ہو چکی ہے اور اس کے متعلق میرے خیال میں اگر آپ کی منسٹری directly concern تھی اور Law Ministry نہیں تھی تو پھر میرے خیال میں آپ کا بھی کچھ فرض بنتا تھا کہ اس کے متعلق آپ دریافت کرتے۔

میر حاجی ترین: میں نے وضاحت کی کہ، میرے پاس کم از کم اس قسم کی کوئی سفارشات نہیں آئی ہیں کونسل کی طرف سے کہ میں ایوان کی میز پر رکھوں ان حضرات کی بحث کے لئے۔

قاضی حسین احمد: چیئرمین صاحب کے پاس آئی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو وہ تقسیم کر دیں۔

جناب چیئرمین: جناب اقبال احمد خان صاحب!

جناب اقبال احمد خان: جناب چیئرمین! میں نے اس دن یہ گزارش کی تھی کہ دیکھنا یہ ہے کہ نظریاتی کونسل کے پاس رائے کے لئے بھیجنے کا طریقہ کیا ہے، آرٹیکل ۲۳۰ میں یہ درج ہے کہ اگر اسمبلی یا صوبائی اسمبلی یا سینیٹ یا صدر یا گورنر کسی proposed law کے متعلق نظریاتی کونسل کی رائے لینا چاہیں تو وہ مسئلہ ان کو ریفر کر سکتے ہیں۔ اب جناب ہمیں یہ اطلاع دی گئی کہ جناب صدر مملکت نے ایک چٹھی کے ذریعے نظریاتی کونسل کو یہ بل ان کی رائے لینے کے لئے بھیجا ہے میرے پاس اس وقت اس چٹھی کے مندرجات نہیں ہیں، اگر آپ وقت دینگے تو میں آپ کی خدمت میں پیش کر دونگا، میری انٹرپٹیشن اس لاء کی یہ ہے کہ اگر صدر مملکت یا گورنر کوئی آرڈیننس جاری کرنا چاہیں تو لیجسلیشن کی پاور ان کے پاس بھی ہے اور ان کو محسوس ہو کہ یہ آرڈیننس یا اس کی کوئی پروویژن اسلامی پروویژن کے خلاف ہے

تو وہ نظریاتی کونسل سے رائے لے سکتے ہیں ۔ اگر کوئی مسئلہ اسمبلی کے اندر زیرِ غور ہو، تو میری رائے میں پریذیڈنٹ صاحب یا گورنر صاحب اسکو ریفر نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ آئین کے اندر بھی یہ درج ہے اور قواعد کے اندر بھی یہ درج ہے کہ اس کا فیصلہ اسمبلی کریگی ، آیا ہمیں اس بل کو نظریاتی کونسل کو بھیجنا ہے یا نہیں بھیجنا' اور چونکہ یہ مسئلہ اسمبلی کے پاس کئی ماہ سے زیرِ غور ہے اور آج تک اس اسمبلی کے اندر یہ کبھی زیرِ غور نہیں آیا، اس اسمبلی نے یا سینٹ نے یہ محسوس نہیں کیا کہ اس سلسلے میں ہمیں نظریاتی کونسل کی رائے کی ضرورت ہے۔ اس لئے جب سینٹ نے اِس کو نظریاتی کونسل کی رائے کے لئے ریفر ہی نہیں کیا، تو اس وجہ سے نظریاتی کونسل کی رپورٹ اس بل کے حوالے سے اس اسمبلی کے اندر اس طریقے سے زیرِ غور نہیں آسکتی جو طریقہ آرٹیکل ۲۳۰ میں مہیّا کیا گیا ہے ۔

اب جناب اگر صدر محترم نے اپنی رائے کے لئے یا مشورے کے لئے یا جاننے کے لئے یا ہماری راہنمائی کے لئے ہی کیوں نہ ہو، اگر ان کو بھیجا ہے تو دیکھنے والا مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس آئین کی پروویژن کے تحت اس کو باقاعدہ اس بل کے ساتھ منسلک کر کے زیرِ غور لایا جا سکتا ہے ۔ میری رائے میں نہیں، کیونکہ اگر وہ رپورٹ مرتّب ہو گئی ہے تو وہ کسی نہ کسی اسٹیج پر لاء منسٹری ٹو منسٹری کے پاس پہنچنی ہے اور وہ (Annual Report) کے اندر بھی ضرور آئے گی ، اور اس آئین کے تحت متعلقہ منسٹری اِس بات کی پابند ہے کہ اِس رپورٹ کو (Annual Report) میں شامل کر کے اس ایوان میں یا دوسرے ایوان میں یا اگر صوبائی مسئلہ ہے تو صوبائی اسمبلیوں میں غور کے لئے پیش کرے ۔ ڈسکشن کے لئے پیش کرے ۔ اب جس رپورٹ کا آپ نے حوالہ دیا ہے ۔ وہ رپورٹ میری رائے میں چونکہ اس آئین کے تحت نظریاتی کونسل کو نہیں بھیجی گئی تھی ، اس لئے اگر آج ہم یہ سمجھ کر کہ نظریاتی کونسل نے ہمارے اس بل کو ان قواعد کے تحت بھیجا ہے ۔ تو مجھے

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

اس بات کا خطرہ ہے کہ ہم ایک غلط روایت پیدا کر ینگے ۔ ورنہ میں نے اسی دن بھی گزارش کی تھی ، اس رپورٹ سے استفادہ کرنے میں کسی کو کیا عذر ہو سکتا ہے ، کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن وہ روایت جو آئین کے خلاف ہو اسکو قائم کرنے کا میں مرتکب نہیں ہونا چاہتا ۔ اسی بناء پر میں نے عرض کیا تھا کہ وہ رپورٹ میں تو lay نہیں کر سکتا ، کا پیاں ہیں اور اگر آپ محسوس فرماتے ہیں کہ اس رپورٹ سے اس بل میں مستفید ہوُا جا سکتا ہے اور اگر قواعد میں اس قسم کی کوئی گنجائش ہو تو آپ اس رپورٹ کو ان کے سپُرد کر سکتے ہیں ۔ اسی سلسلے میں میں نے ایک عرض کی تھی ، اس ایوان نے پبلک opinion کے لئے بل سرکولیٹ کیا تھا ، آپ نے اس دن ارشاد فرمایا تھا کہ اس کی تاریخ گزر گئی ہے ۔ یہ درست ہے اگر تاریخ گزر گئی ہے اور اس قاعدہ کو اگر آپ ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ سسپینڈ کر دیں ، اور اپنی طرف سے جہاں ایک لاکھ ، دس لاکھ یا بیس لاکھ آراء آئی ہیں، ان کے ساتھ یہ رائے بھی ایک ادارے کی ہے ۔ ان کے حوالے کر دیجئے گا ، اس کے مطابق یہ بھی اپنی رائے یہاں ایکسپریس کر سکتے ہیں یا یہ کہ اگر کوئی رُکن یا معزز سینیٹر اس بات پر اظہار خیال فرماتے ہوئے نظریاتی کونسل سے استفادہ کرنا چاہتا ہے تو وہ ایک پبلک ڈاکومنٹ ہے، اس سے استفادہ کر کے اپنے ارشادات کے دوران میں اس کا حوالہ دے سکتے ہیں کہ ایک خاص ادارہ جو اس کام کے لئے مقرر ہے، اس نے بھی اس ایشو (Issue) پر غور کرنے کے بعد یہ رائے دی ہے ۔ لہٰذا اس رائے سے استفادہ کر سکتے ہیں ۔ لیکن میری ناقص انٹرپریٹیشن میں میری رائے کے تحت آرٹیکل ۲۳۰ میں یہ مسئلہ چونکہ سینٹ نے ریفر نہیں کیا ، اس لئے شاید ہم اس آرٹیکل کی پروویژن کی violation کریں گے ۔ اگر ہم یہاں اس رپورٹ کو پیش کر دیں کہ جناب یہ رپورٹ آئی ہے اس کو زیر غور لایا جائے ۔

[Mr. Chairman]

else has the right except the House to refer it to the Council of Islamic Ideology. I am afraid if you are asking my opinion on this then I do not agree with that interpretation. The wording is absolutely clear and I will read 'the President or the Governor of a Province may or if two fifths of the total membership so requires a House or a Provincial Assembly shall refer to the Council of Islamic Ideology.' Now these are all different entities, different authorities authorised to act in their own sphere and here it does not say that the President cannot make a reference if the Bill is under consideration in a particular House. What it says is that apart from the fact that the President or a Governor can make this reference, a House can also by 2/5ths majority decide to make a reference which only means without consulting the President or without passing through the President or the Governor. So, this is as for the law and the facts as I understand them are concerned, this is what I had stated on the previous occasion and I am sorry that I had to repeat myself because these points were again agitated on the floor of the House. But as I said on that occasion and I am repeating, it is entirely for the Government, I personally consider that this advice whether it was received through the instrumentality of the President or otherwise, is advice tendered by the Council of Islamic Ideology on a proposed law to the Government and it is for the Government to make whatever use it wants to make and to what extent it is enabling the House to make use of that, that is not for me to decide. And we left it on the previous occasion on this very point that what other means can be designed or devised in order to bring, to make this House seize of the particular advice which the Council of Islamic Ideology has tendered. I may also say that the advice of the Council of Islamic Ideology is not binding on any body nor on any individual member nor on the Movers of the Bill nor on this House as such. It is only to be taken into consideration. The House can proceed to pass the Bill without taking that advice into consideration but later on if it is found out that whatever the House has done, it is repugnant to the Constitution or repugnant to Islam and Sunnah then they will have to reconsider. It also does not say that even at that reconsideration stage, unless there are other articles of the Constitution invoked, the House cannot do whatever it wants to, whether it is repugnant to Islam or Quran and Sunnah or not.

So, this is my view on the subject but I cannot force one party or the other to make the advice of the Council of Islamic Ideology the property of this House. There are various ways for it—either the Government lays it on the Table of the House, or somebody moves a motion or

یہ میری گزارشات ہیں۔بہر حال آپ مجھ سے بہتر طور پر سمجھتے ہیں اور ایڈمنسٹریٹو منسٹری نے categorically کہا ہے کہ ہمارے پاس کوئی کاپی نہیں آئی، اگر وہ کاپی آپ کی خدمت میں انفارمیشن کے لئے چلی گئی اور آپ محسوس فرماتے ہیں کہ کاپی تو میرے پاس آگئی لیکن میں اس ایوان میں کس طریقے سے پیش کروں ۔ تو اگر منسٹری آف جسٹس کے پاس بھی کاپی آ گئی ہے تو ان کی پوزیشن بھی اس سے مختلف نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے گورنمنٹ کا جب ریفرنس کا مسئلہ پیدا ہوگا تو گورنمنٹ کا ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ ، Religioua Affairs ہے ۔ اگر منسٹری آف ریلجس آفیئرز نے initiate کیا ہو، کہ نظریاتی کونسل کی رپورٹ طلب کی جائے تو پھر اس رپورٹ کی کاپی بھی انہی منسٹری کے پاس آنی چاہیئے تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی بات نہیں ہے جس کی research ہوگی لیکن اس کو اس آئین کی پروویژن کے تحت با ضابطہ طور پر یہاں پیش کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے ۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین !

جناب چیئرمین : ذرا ایک منٹ جہاں تک میں آپ کو سمجھ سکا ہوں، آپ یہ فرما رہے ہیں کہ اس رپورٹ سے استفادہ تو کیا جاسکتا ہے لیکن اس کا صحیح طریقہ کہ کس طریقے سے وہ ایوان کے سامنے آ جائے ۔آپ نے فرمایا کہ ایک as a public document وہ، سے استفادہ کر سکتے ہیں ۔ میرے خیال میں ابھی تک وہ پبلک ڈاکومنٹ نہیں ہے اور اسی وجہ سے مشکل پیش آرہی ہے ۔نہ تو انہوں نے چھاپا ہے اور نہ کسی اور نے اسکو پبلک ڈاکومنٹ بنایا ہے ۔آپ نے اس سے پہلے جو تجویز فرمائی، میرے خیال میں ایک اسٹیج پر قاضی عبداللطیف صاحب بھی یہی فرما رہے تھے ۔ اگر ایوان کو یہ منظور ہے کہ باوجود اس کے کہ eliciting public opinion کے لئے جو تاریخ رکھی گئی تھی غالباً

[Mr. Chairman]

۲۵ یا ۲۶ اپریل تھی، وہ گزر چکی ہے لیکن باوجود اس کے کہ کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کی جو رپورٹ یا ریکمنڈیشنز آئی ہیں، اس کو ایک رائے کے طور پر ایوان منظور کرتا ہے، تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں، وہ جو فرما رہے ہیں کہ اس سے استفادہ کیا جائے، میرے خیال میں وہ مطلب بھی پورا ہو جائے گا۔ یہ اب ایوان پر منحصر ہے۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! میں اقبال خان صاحب کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں پہلے اس کا جواب آ جائے۔ تو پھر اس کے بعد اگر کچھ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! وہ جو میں نے گزارش کی تھی، آپ نے اسکی درست انٹرپریٹیشن کی ہے۔ میں نے غالباً غلط ہی انٹرپریٹیشن کی تھی کہ پبلک ڈاکومنٹ ہے اور اگر یہ پبلک ڈاکومنٹ نہیں ہے جیسا کہ آپ نے درست طور پر فرمایا ہے تو پھر یہ اس رائے میں بھی شامل نہیں ہو سکتا، اور اگر رولز سسپینڈ بھی کر دیں۔ تو پھر بھی ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ شاید صحیح نہ ہو، پبلک ڈاکومنٹ نہ ہونے کے باوجود ایک پرائیویٹ ادارے کی رائے، وہ اگر پبلک ادارہ بھی ہے تو اس کی پرائیویٹ رائے، آراء میں شمار کی جا سکتی ہے۔ اگر ہاؤس اس تاریخ میں ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب اقبال احمد خان: بشرطیکہ اس حوالے سے وہ آپ کو ریفر کریں۔ وہ اس لیٹر میں لکھ دیں کہ جو آپ نے سرکولیٹ کیا تھا اس حوالے سے ہم بھیج رہے ہیں۔ تو پھر تو شاید یہ dispensed with ہو سکے۔ اگر اس حوالے سے یہ لیٹر نہیں ہے۔

Then I am afraid that then there will be another problem whether we can dispense with the rule or not and whether we can circulate the cognizance of that report in view of the circulation among the public.

یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔اس کو بھی فیصلہ کرتے وقت آپ ذہن میں رکھ لیں تاکہ کوئی فیصلہ ہو سکے ۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی صاحب !

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین ! جناب وزیرِ انصاف نے ایک بہت اہم نقطہ اٹھایا ہے کہ صدر نے یہ ذاتی ضرورت کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھیجی ہے۔ جناب والا! کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی صدر کا کوئی ذاتی ادارہ نہیں ہے اور نہ اسکی ذاتی تحقیق کے لئے وہ ادارہ بنا ہے ۔ وہ ایک آئینی ادارہ ہے اور صدر جو کچھ بھی وہاں بھیجتا ہے، وہ بحیثیت صدر بھیجتا ہے ۔ اب آئین میں کہیں یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ جو بل ایوان میں زیرِ غور ہو، اس کو صدر نہیں بھیج سکتا وہ ایوان میں ہی ٹو ففتھ ممبر بھیج سکتے ہیں ۔ بلکہ اس میں یہ عام آرٹیکل ہے ۔

The President or the Governor of a province may or if two-fifths of its total membership so requires.

اس میں or ہے زیرِ غور اور نہ زیرِ غور کا بھی کوئی سوال نہیں ہے ۔ کوئی قانون زیرِ غور ہے یا زیرِ غور نہیں ہے ۔ دونوں صورتوں میں ایوان میں پیش بھی ہے۔اس وقت بھی صدر کو، گورنر کو (صوبوں کی صورت میں) یہ اختیار ہے کہ وہ اسے نظریاتی کونسل کے پاس بھیج سکیں ، دوسری بات یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل ۴۶ میں Duties of Prime Minister in relation to President میں آپ نے پہلے بھی حوالہ دیا ہے ۔ کہ جہاں صدر اس بات کا پابند ہے کہ to act on the advice of Prime Minister وہاں پر پرائم منسٹر کی بھی

[Qazi Hussain Ahmad]

کچھ duties ہیں کہ وہ بھی صدر کو باخبر رکھیں، گورنمنٹ کی بھی کچھ duties ہیں ۔ اسی لئے اگر یہ صدر نے بھیجا ہے تو یہ گورنمنٹ نے بھیجا ہے ، کیونکہ صدر ، گورنمنٹ ہی کی Advice پر کام کرتا ہے۔ اور صدر اور وزیر اعظم کے درمیان جو تعلق آئین میں ہے ۔ پرائم منسٹر کی اور صدر کی بھی کچھ duties ہیں اور صدر کے بھی کچھ فرائض ہیں کہ وہ اسکی Advice پر کام کرے۔یہ گورنمنٹ کا اپنا اندرونی معاملہ ہے ۔ لیکن صدر نے جب وہاں بھیجا تو آئین کیمطابق ، وہ بل آئینی طریقے سے کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کے پاس گیا۔انہوں نے رائے دی اب وہ رائے یہاں ایوان میں پہنچ چکی ہے ، گورنمنٹ کے پاس اگر نہیں پہنچی تو ایوان میں تو پہنچ چکی ہے ۔ اور صدر کے حکم سے پہنچ چکی ہے کیونکہ صدر نے کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو Direct کیا ہے۔انکو ہدایت کی ہے کہ اسکی ایک کاپی چیئرمین سینٹ کے پاس بھیج دیں۔ اس لئے وہ حکومت کے حکم پر بھیجی ہے۔صدر کے حکم سے آئی ہے۔اب یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایوان میں پیش کرے۔ آئینی طریقے سے پیش کرے اور وہ اسکے ساتھ منسلک ہو اور اسکی رائے پر بھی اس بل کے ساتھ غور کیا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین: جناب حسن اے شیخ صاحب!

جناب حسن اے شیخ : جناب چیئرمین ! جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا اگر آپ اسکو ایک رائے تصور کرتے ہیں تو رائے کو consider کرنے کا پہلا حق اس کمیٹی کو بنتا ہے جس کمیٹی نے اس بل کو یہاں بھیجا ہے ۔ تو آپ کو پہلے اس بل کو ریمانڈ کرنا پڑے گا۔اس کمیٹی کو جس نے یہ بھیجا ہے ۔ اور اس کے بعد وہ اس رائے کو consider کر کے اپنی رپورٹ میں اگر ترمیم کرنا چاہے تو کر سکتی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رپورٹ Directly یا یہ رائے Directly اس

ہاؤس میں نہیں آ سکتی ، بیرائے through the committee آ ئی ہے اور اس کمیٹی کو اسکو consider کرنا ہوگا تو اگر وہ چاہے کہ اپنی رائے کو ، اپنی رپورٹ کو تبدیل کرے تو وہ کر سکتی ہے - جو رائے انکے سامنے آجائے ۔ اور میں قاضی صاحب کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ صدر صاحب نے چونکہ بھیجا ہے تو پرائم منسٹر نے بھیجا ہے یا گورنمنٹ نے بھیجا ہے ایسا تصور کرنا چاہیئے ۔ گورنمنٹ کے اوپر جو duty عائد ہے آرٹیکل ۴۶ میں ، وہ یہ ہے کہ

It shall be the duty of the Prime Minister to communicate to the President all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the Federation and proposals for legislation;

clearly یہ الفاظ

proposals for legislation, legislation by the government not by the Private Members

یہ propisal جو آئی ہے لیجسلیشن کا یہ جو بل آیا ہے یہ گورنمنٹ کا بل نہیں ہے تو گورنمنٹ پر یہ ڈیوٹی عائد نہیں ہوتی کہ وہ جتنے پرائیویٹ ممبرز بل بھیجیں وہ بھی صدر صاحب کے سامنے پیش کرے چونکہ صدر صاحب کے سامنے وہی چیز پیش کریں گے جو کہ حکومت کی رائے ہو اور گورنمنٹ چاہتی ہے کہ وہ بل propose کرے ۔ نیشنل اسمبلی یا سینیٹ میں ، تب وہ صدر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کہیں گے کہ ہم یہ بل پیش کرنا چاہتے ہیں تو یہ

Proposal for legislation refers to the Government proposal for legislation and not to a Private Member's Bill. This is my submission Sir. Thank you.

جناب چیئرمین : مجھے افسوس ہے کہ کچھ غیر ضروری طور پر ہم اس مسئلے کو الجھا رہے ہیں ۔ جو ارشادات آپ فرما رہے ہیں یہ سب

This whole ground was covered on the previous occasion in very great details. Now you are referring just now that if it is taken as

[Mr. Chairman]

one of the opinions amongst the numerous that have been received and it should in the first instance go to a committee. I believe you are referring to the Select Committee.

Mr. Hasan A. Shaikh: To the same committee.

Mr. Chairman: Now, you are forgetting that after the Select Committee report was received, there was an amendment moved to the Select Committee's report that it should be circulated for public opinion. The eliciting of public opinion was a stage later than the Select Committee stage and whatever was received, by way of public opinion it never went back. Out of the 1.4 million opinions received not a single one went back to the committee. Now, why are you singling out the Council of Islamic Ideology opinion to go back to that Committee.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, who considers these opinions, the committee.

Mr. Chairman: No, it came to the House directly on a report which I presented. It is still a part of the Bill. It is before you. Some opinions have been quited individually in great details others have been listed and lumped together as just one omnibus opinion that the Bill should be passed without any amendment. It is here before you.

Mr. Hasan A. Shaikh: All these opinions were not considered by any committee.

Mr. Chairman: They were not considered, it never went to the Select Committee because the Select Committee stage was over and a Motion was made that the Bill should be taken as received from the Select Committee into account, then under the rules, an amendment was moved that it should be circulated for eliciting public opinion. After that, the rules do not provide that unless there is a fresh Motion that it should be re-referred to a particular committee, I am afraid actually I think you are either forgetting . . . . *(interruption)*

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, the opinions have to be accumulated and placed before a committee and committee may accept some, reject some.

Mr. Chairman: No. No. No. There is no question of committee rejecting any opinion. Every body is entitled to hold his opinion.

قاضی حسین احمد: جناب والا! اگر یہ انکا اعتراض ٹھیک بھی ہے تو اسکا موقع وہ تھا جب وہ بل مشتہر ہوکر آراء سامنے آئی تھیں تو اس وقت یہ کہہ دیتے کہ سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے اسوقت تو انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔

Mr. Chairman: That requires a separate Motion. There is no question of its going back to the Select Committee unless there is again a motion to that effect and that motion is carried by the House. At any rate, we are back in square one and I had given my own views on the whole issue that this reference, there is no doubt, was made by the President to the Council of Islamic Ideology. The President, as Qazi Hussain Ahmad Sahib rightly pointed out, has not done it out of curiosity. He wanted to satisfy himself about the validity of this Bill from the point of view of Quran and Sunnah because ultimately the proposed Bill, when converted into a law, would have gone to the President for his assent. Under the Constitution, the President has a right to send a Bill back for reconsideration to the House, to the government. Now, it was, I am only surmising that possibly the President wanted to forearm himself that when that stage comes he should know exactly what the legal status, what the validity of this particular Bill is? This is No. 1. This was the point which I had made on the last occasion also. The second is that whether the President made it of his own motion or he did it on the advice of the Government, this is a matter on which he could not have acted in his discretion. He was required to be advised by the Government. Now that is again a question of fact which I think I pointed out on the previous occasion under Article 48(4). It is not something in which we can enquire, and I will quote, 'whether any and if so, what advice was tendered to the President by the Cabinet, the Prime Minister, a Minister or Minister of State shall not be enquired into or by any court, tribunal or other authority.' Now the meaning of tribunal and court is obvious and other, authority would include bodies like this also, like the Senate or the Assembly or the provincial Assembly for that matter.

A new point has been raised that under Article 229 if there is a proposed law which is under consideration of this House nobody

brings a resolution which again will have to be debated and passed by the House or it can be a simple motion that that should also be taken into account or a simple motion of the type to which I referred earlier, that despite the fact that the period or the time limit for eliciting public opinion has expired, this should also be taken as a part of the public opinion received. These are all the various means available to you to take cognizance of the advice which has been received from the Council of Islamic Ideology.

جناب چیئرمین : جناب اقبال احمد خانصاحب !

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, I bow before your observations.

لیکن میں مختصر بات کر رہا ہوں ۔ رول نمبر ۸۵ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔جناب والا ! جب ایک قانون کسی ایوان کے زیرِ غور آ جائے اس کی ڈسکشن کے دوران ، وہ کمیٹیز سے بھی ہو کر آ جائے ۔ پبلک اوپینین بھی اس پہ آ جائے ۔اس کے بعد جب ایوان کے اندر زیرِ غور ہو اور آئین میں بھی اس کی پروویژن موجود ہو کہ اگر ایوان چاہے تو آرٹیکل ۲۲۹ کے تحت اس کو ریفر کر سکتا ہے ۔میں کم از کم یہ نہیں سمجھ سکا کہ جب یہ ساری پروویژنز اس ایوان کے سامنے موجود ہیں اور جس کے پاس قانون سازی کا اختیار ہے اور یہ یہاں سے منظور ہونے کے بعد دوسرے ایوان میں جائے گا ۔تیسری سٹیج پر یہ assent کے لئے صدر صاحب کی خدمت میں پیش ہوگا ۔ اب اس سٹیج پر صدر صاحب کو اس بات کا حق اور اختیار بالکل حاصل ہے کہ وہ اس بل کو with some
observations return کر سکتے ہیں which is to be discussed-
لیکن جب یہ مسئلہ ایوان کے زیرِ غور ہے اور اس in the House again
ایوان نے جس نے قانون سازی کر کے ووٹ دے کر اسے اڈاپٹ کرتا ہے ۔ وہ ایوان اگر یہ محسوس نہیں کرتا کہ اس پر نظریاتی کونسل کی رائے لینی چاہیئے ۔ تو پھر حکومت کو اس کا کیا حق

[Mr..Iqbal Ahmad Khan]

پہنچتا ہے کہ وہ اپنے طور پر ایک رپورٹ حاصل کرے۔ رول ۸۵ میں لکھا ہے۔

If a member raises the objection that the Bill is repugnant to the injunctions of Islam. That is the only way when this Bill was being debated in this very House, if a member raises this question, in that case after getting the opinion of two fifths of the total membership of the House, this matter could be referred to the Advisory Council.

اگر اس ایوان کے اراکین اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ اس کے لئے نظریاتی کونسل کی رپورٹ کی ضرورت ہے تو پھر گورنمنٹ کسی طور پر بھی اس کو ریفر نہیں کر سکتی۔ اور وہ رپورٹ اس سے حاصل کرنے کے بعد اس ایوان میں پیش نہیں کر سکتی کہ آپ اس پر ضرور غور کریں۔ میں اسی لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ رپورٹ کسی بھی طریقے سے جیسا کہ آپ نے بہت سے ارشادات فرمائے ہیں، ہو سکتا ہے کہ یہاں اس پر غور کیا جا سکے۔ لیکن

I am afraid, in view of Article 229, clear provisions of Article 230 and rule 85, the Government cannot move this report for discussion in this very House at this stage. Of course, when it comes as an Annual Report, at that occasion this can be discussed as an Annual Report when the Council sends the same to the Government.

Mr. Chairman: I am very sorry, I have to repeat myself. The question is whether Rule 85 would supersede the provision of the Constitution itself. This is only an enabling provision to a member to refer a bill at any stage or to ask that a bill should be referred to the Council of Islamic Ideology, provided that member is supported by two-fifths majority; it would apply only in that case. But there are clear wordings in Article 229 when it says:

"....the President, the Governor or an Assembly"....etc.

Have these words been used reundantly? Do they have no meaning whatsoever? The question at what stage the President or the Governor should take action, that is also in their discretion whether they should

do it in advance or they should do it later. I think, there is no bar to somebody referring it to the Council of Islamic Ideology earlier. The point that Rule 85 debars the Government from referring it to the Council of Islamic Ideology *suo moto* would be the most fantastic interpretation placed on this particular rule. These rules are all derived from the Constitution, where the language of the Constitution is very clear people have a right to do this.

I think there was another point which just escapes my mind. One was that under Article 229, the Government could not but there was another point which escapes my mind.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: If you very kindly permit me . . . . (*interruption*)

Mr. Iqbal Ahmed Khan: . . . . I may submit and correct that point. According to my humble view, the Government cannot refer the matter to the Council of Islamic Ideology when the Bill, the proposed law is being discussed. This is my view.

Mr. Chairman: I am reminded now of that point. There you said actually that this can only come, this was the point which was escaping my mind, you said that this can only come in the form of an Annual Report. There again you are forgetting the clear provision of Article 230 sub-clause (4) which says:

> "The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report. The report, whether interim or final . . . ."

So the Council can also decide to send this as an interim report. So as far advice is concerned that can be tendered in the form of a report at any time. It does not have to wait to be integrated or to be incorporated either in an annual report or interim report or seven years report. This was the point that I wanted to make.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: That could be annual interim report, not the interim report. The Council has to submit annual interim report, Sir.

Mr. Chairman: That is true.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: It is not necessary that each day they are sending interim reports. They will send one report annually and that shall be interim report and will be annual.

Mr. Chairman: But each day they can send their advice if an advice is sought by a competent authority. There is no bar to that.

جناب اقبال احمد خان : میں نے جناب جو گزارش کی تھی اس پر شاید
آپ کوئی فیصلہ نہیں فرما سکے - شاید میں پوری طرح واضح نہ کر
سکا ہوں گا - میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اس کے پیچھے مقصد ہے
قانون سازی کا - گورنر اور پریذیڈنٹ کے پاس بھی legislative
powers ہیں independent of Assembly when the Assembly is
not in session. In that case. یعنی جو الفاظ آرٹیکل ۲۲۹ دیئے گئے ہیں
اور اسی کو آرٹیکل ۲۳۰ میں ڈہرایا گیا ہے اور اسی کو آرٹیکل ۲۳۰
کلاز ۲ میں repeat کیا گیا ہے

----------------- (مداخلت)

قاضی حسین احمد : یہ بار بار بات کو دہرا رہے ہیں کہیں یہ بات specified.
نہیں ہے کہ سیشن کے دوران گورنر اور پریذیڈنٹ یہ نہیں بھیج سکتے-

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں - حوصلے سے کام لیں - جی فرمائیے-

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! نظریاتی کونسل کی رپورٹ
حاصل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب کوئی قانون بنانا ہے تو ان کی رائے
لے لی جائے - اب قانون بنانے کے لئے ایک اختیار رول ۸۹ کے
تحت صدر صاحب کو حاصل ہے - اگر ان کے پاس ایک آرڈیننس
تیار کر کے بھیجا جائے نافذ کرنے کے لئے ، اور اگر پریذیڈنٹ صاحب
محسوس فرمائیں کہ اس آرڈیننس کو جاری کرنے سے پہلے مجھے نظریاتی
کونسل کی رائے کی ضرورت ہے ، تو وہ اس کو بھیج سکتے ہیں اور انکی
رائے لینے کے بعد اس قانون کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرما سکتے ہیں -

اور یہی پوزیشن گورنر کی ہے - اب جہاں تک ایوانوں کا تعلق ہے - ان کی ایک انڈیپنڈنٹ اتھارٹی ہے کسی قانون کو اڈاپٹ کرنے کی اور پھر صدر صاحب کو assent کے لیئے بھیجنے کی۔ اب یہ تینوں الفاظ اس میں استعمال ہوئے ہیں کہ تینوں طرف سے قانون initiate ہوتا ہے - میری interpretation یہ ہے کہ اگر آرڈیننس جاری کرنے کا مرحلہ ہو تو صدر صاحب نظریاتی کونسل کو ریفر کر سکتے ہیں opinion کے لئے اور ان کی opinion آنے کے بعد اپنا فیصلہ فرما سکتے ہیں جب اسمبلی کے اندر مسئلہ پیش ہو تو پھر آرٹیکل ۲۲۹ کے تحت یہی لکھا ہے کہ A House, when a proposed law is there. تو وہ ریفر کر سکتے ہیں، اس کے لئے رول ۸۵ بنایا گیا ہے اور پھر اس پر رائے آنے کے بعد یہ اسمبلی اس پر debate کر سکتی ہے اس اسمبلی کو اس بات کا بھی اختیار ہے کہ اگر ان کی رائے نہیں آتی ہے تو انکی رائے آنے سے پہلے بھی قانون بنا سکتی ہے اور جب وہ رائے آجائے تو پھر اس کو reoper کر کے دوبارہ بھی discuss کر سکتی ہے - میری اصل میں گزارش یہ تھی کہ یہ جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں

The President, the Governor, the Assembly the Houses.

یہ وہ situations ہیں یہ جب ان چاروں اداروں کے پاس لیجسلیٹو بزنس جائے گا - اس وقت یہ لیجسلیٹو بزنس سینٹ کے پاس ہے، اسے سینٹ ہی ریفر کر سکتی ہے، گورنمنٹ ریفر نہیں کر سکتی یہ میری گزارش تھی۔ اور جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پریذیڈنٹ صاحب اور گورنر کو کسی مرحلے پر بھی بھیجنے کا اختیار ہے میری رائے میں ان کے پاس legislation originate ہوگا تو وہ ڈائریکٹ بھیجیں گے، نہیں تو یہاں جب originate ہوگا تو یہ بھیجیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ کی رائے مختلف ہو سکتی ہے، یہ ضروری نہیں

[Mr. Chairman]
کہ مجھے بھی اس سے اتفاق ہو، جو میں عرض کر رہا ہوں، وہ یہاں بالکل صاف لکھا ہوا ہے۔

"When, under Article 229, a question is referred by a House, a Provincial Assembly, the President or a Governor. . . ."

Then it would have clearly stated that when a law or a proposed law is before the House, then in that case the House is only entitled to refer it to the Council of Islamic Ideology either on its own motion or on the motion of a member. Then the words; "Governor or President" could not have been there. So, this is my interpretation of the law. But I come back to the point from where we started. That whether you place it before the House or you do not, I can not make you place it before the House. But I have given you my views on the whole issue. This is entirely up-to you.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Thank you Sir, in that case you will have to see if the matter was referred under Article 229, whether the Council has submitted its report within 15 days of the date of reference. The report is not with me. The letter under reference is not with me. If the report has been re-submitted by the Council within 15 days then we may deduce that possibly the President might have referred it under Article 229 as interpreted by your honour.

اور اگر رپورٹ ۱۵ دن کے اندر نہیں پہنچی تو میری پھر یہ presumption ہو گی کہ آرٹیکل ۲۲۹ کے تحت یہ ان کے پاس گئی ہی نہیں تھی

قاضی عبداللطیف : جناب والا !

جناب چیئرمین : جی فرمایئے ۔

قاضی عبداللطیف : میں گزارش کروں گا کہ جہاں تک ۱۵ دن کی قید کا تعلق ہے، وہ صرف اتنی بات ہے کہ وہ ان کو دوبارہ جواب دے دے کہ ہم کب تک بھیج رہے ہیں، ۱۵ دن کی صرف اتنی بات ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ صحیح ہے ۔

Have you been able to follow what Qazi Abdul Latif has said?

جناب اقبال احمد خان : چونکہ question arise ہوتا ہے کہ آرٹیکل ۲۲۹ کے تحت یہ ریفر کی گئی تھی اور یہ ہے کلاز ۲۳۰ (۲)

230(2) "When, under Article 229, a question is referred by a House a Provincial Assembly, the President or a Governor to the Islamic Council, the Council shall, within fifteen days thereof, inform the House, the Assembly, the President or the Governor, as the case may be, of the period within which the Council expects to be able to furnish that advice.

اب یہ دیکھنا ہے کہ

This is mandatory on the Council to inform as to when they shall submit this report. Now we will have to see whether the Council has submitted a reply to the Government. We shall submit the report within such and such period and the Government is sitting over here and he has clearly said that even today he has not received the copy of the report from the Council.

Mr. Chairman: Well, I am sorry and it is a pity, I seem to be the only custodian of all the facts on record so far. I still carry the letter of the President which was addressed to the Council of Islamic Ideology and of which a copy according to the letter was sent to the Secretary, Justice and Parliamentary Affairs. This letter is dated 30th June from the Council of Islamic Ideology to the President. It says: reference, President letter so and so received in the Council on 18th June, referring to the Sharia Bill for advice of the Council, "I have the honour to inform you that the Council of Islamic Ideology expects itself to be able to furnish its advice regarding the Sharia Bill within the next ten days". This is on the 30th June. Copy of this was received by the Council of Islamic Ideology on the 18th of June and they have informed the President of this. Then within that period within 10 . day, which would expire in this case on the 10th of July and on the 10th of July they have sent their report. Now whether this would create any fatal flaw in the submission of report by the Council of Islamic Ideology, I think these are purely, procedural matters and they are not of that importance that they would consitute a fatal flaw. But why does not the Government face the issue squarely and say that at this stage they are not prepared to place it before the House whatever their explanation is. Then the House can do whatever they want to do on that.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, I am sorry to again take a little more time. I will request my honourable colleague Minister for Religious Affairs, whether this opinion of the Council of Islamic Ideology was

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

ever sought by the Government? In that case we can say whether the Government is prepared to submit it or not because to my humble view, so far I feel, Government could not send any reference to the Council of Islamic Ideology under 229 or 230 (2) for the opinion on the Bill which is under discussion of the Government. So, I feel, if the honourable Minister for Religious Affairs be afforded opportunity to check up whether the Government has sought the opinion, in that case we can make a definite statement, whether the Government is prepared to submit this report before this honourable House for discussion or not.

Mr. Chairman: I have no objection as far as that is concerned if the honourable Minister or the relevant Ministry, the Ministry of Religious Affairs want to have more time to look into this question but that should have been asked on the first occasion. On the first occasion, I thought, it was the Ministry for Justice and Parliamentary Affairs who took upon themselves that they would decide and come to the House with their advice what to do about this Bill. But now if it is some other Ministry and if the House is prepared to give them an opportunity, I have no objection. At any rate we are not considering it in its final stage as today. This is general discussion and there would be further opportunities of discussing all these issues once again. So by that time if he can make up his mind when it comes to amendment I think by that time 'the second reading I mean' advantage can be taken of whatever advice has been given by the Council of Islamic Ideology. You can have that opportunity as far I am concerned.

انجنیئر سید محمد فضل آغا: صدر صاحب آرٹیکل ۲۲۹ کے تحت رائے کے لئے کونسل کو بھیج تو سکتے ہیں اور وہ advice ہیں بھی opinion مانگ سکتے ہیں اسلامی نظریاتی کونسل سے، لیکن ہم کس رول کے تحت گورنمنٹ کی طرف سے اس ہاؤس میں اسے present کریں گے، یہ پوزیشن واضح نہیں ہوئی ہے، صدر صاحب کے رائے لینے میں کوئی objection نہیں ہے . . . (مداخلت)

جناب چیئرمین: میرے خیال میں، پھر نئے سرے سے ہم دوبارہ بحث ہی شروع کر رہے ہیں۔

انجنیئر سید محمد فضل آغا: سر، وہ کلیئر نہیں ہے this is only an issue

جناب چیئرمین : وہ تو ہے، وہ اگر آپ یہ تسلیم کریں کہ حکومت کو advice دی گئی ہے تو پھر قصہ ختم ہو جاتا ہے ۔

انجنیئر سید محمد فضل آغا : وہ تو یہ ہے کہ جب یہ بل صدر کے پاس جائیگا .... (مداخلت)

جناب چیئرمین : وہ تو ہے، اگر آپ تسلیم کریں کہ وہ حکومت کو ایڈوائس دی گئی ہے تو قصہ ختم ہو جاتا ہے ۔

انجنیئر سید محمد فضل آغا : وہ تو جناب ایڈوائس ہے لیکن جب یہ بل صدر صاحب کے پاس جائے گا تو اس وقت وہ re-demand کر سکتے ہیں، اس ایڈوائس کو کنسڈر کر کے لیکن اس اسٹیج پر رپورٹ کے آنے کا کوئی لیگل راستہ آئین میں تو نظر نہیں آتا ۔

قاضی عبداللطیف : میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ حکومت اس رپورٹ کو چھپانے کی اتنی کوشش کیوں کر رہی ہے جبکہ پہلے بھی ایک دن اس پر مکمل بحث ہو چکی ہے اور اس وقت بھی قانونی پوزیشن واضح ہے اور ہمارے محترم وزیر قانون بات تسلیم کرنے کے بعد عذر گناہ بدتر از گناہ کیصورت میں، پھر انہوں نے دوسرا نکتہ اٹھایا کہ پندرہ دن کے اندر اندر ان کو یہ چیز پیش کرنی چاہیئے تھی تو میرا خیال ہے کہ یہ عذر لنگ کی دوسری صورتیں بن رہی ہیں، اور ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کے اندر وہ چیز کیا ہے کہ جس کو آپ اس ہاؤس سے چھپانا چاہتے ہیں، جبکہ وہ راستہ چیئرمین صاحب بتلا چکے ہیں کہ اس کے لئے صورت یہی ہو سکتی ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ تو جنرل بحث کے دوران آ جائے گا ۔ میرے خیال میں اس پوائنٹ کو آپ رہنے دیں، حاجی تنزین صاحب نے وقت مانگا ہے ایک اور موقع مانگا ہے کہ اس کو وہ دیکھ لیں اور چونکہ بحث آج مکمل نہیں ہو رہی، نہ اس بل کا آخری فیصلہ آج ہو گا ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

قاضی عبداللطیف : میں اتنا دریافت کرونگا کہ انہوں نے بحث کے لئے وقت مانگا ہے یا رپورٹ مہیّا کرنے کے لئے وقت مانگا ہے ۔

جناب چیئرمین : دونوں، وہ رپورٹ بھی دیکھیں گے وہ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس رپورٹ پہنچی ہی نہیں، اب حکومت کی ایک منسٹری کو تو پہنچی ہے، ایک کو نہیں پہنچی تو وہ بھی دیکھ لیں کہ ایڈوائس کس فارم میں منگائی گئی تھی، نہیں منگائی گئی تھی اور کس فارم میں پیش کریں یا نہ کریں، یہ صحیح ہے کہ متعلقہ منسٹری وزارت مذہبی امور رہی ہے، اس کے بعد قانون والے ایڈوائس دیتے ہیں یا نہیں دیتے ۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! آپ قانون کو زیادہ بہتر جانتے ہیں، میں اتنی گزارش کروں گا کہ عام طور پر حکومت کی ذمّہ داریاں مشترکہ ہوتی ہیں ۔

جناب چیئرمین : وہ بھی صحیح ہے ۔

قاضی عبداللطیف : ایک منسٹری جو لاء منسٹری ہے اس کے پاس پہنچ چکی ہے تو یہ گورنمنٹ کے پاس پہنچ چکی ہے ۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ مذہبی امور والے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نہیں پہنچی ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : قاضی صاحب ایک طریقہ کار ضرور ہوتا ہے کہ کس منسٹری نے کس سٹیج پر کیا کام کرنا ہے کیا نہیں کرنا تو اس بحث میں ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب چیئرمین ! چونکہ اس مسئلے پر بہت تفصیلی گفتگو ہوئی ہے اور تمام قانونی نکات بھی زیرِ بحث آئے، میں آپ کے اس خیال سے اتفاق کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ آپ کی وساطت سے ہاؤس میں اکثریت جو ہے وہ اس بات پر متفق ہے کہ چونکہ اس مسئلے پر آج فائنل فیصلہ نہیں ہونا ہے اس پر تو ڈیبیٹ چلنا ہے، تو ڈیبیٹ کے دوران جب کبھی بھی وزارتِ انصاف اور وزارتِ

مذہبی امور اس پوزیشن میں ہوں کہ وہ اس رپورٹ کو ہاؤس میں رکھیں تو اس وقت اس سے استفادہ بھی کیا جا سکتا ہے اور اس کی further proceedings جو ہیں اس کے ساتھ چلتی جائیں گی۔

جناب چیئرمین: یہی میں نے عرض کیا کہ اس بحث کو جاری رکھیں۔

قاضی حسین احمد: جناب ہم سمجھتے نہیں کہ انہوں نے کیا وعدہ کیا ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کے ساتھ کیا قصہ بنا ہے۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب آپ ارشاد فرمائیں گے کہ آپ کیا چاہتے ہیں یعنی آپ نے جو مہلت مانگی ہے وہ کس سلسلے میں مانگی ہے؟

میر حاجی ترین: جناب والا! میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا کہ ۔۔۔ (مداخلت)

قاضی حسین احمد: چھپانا کیوں چاہتے ہیں، یہ بھی بتائیں۔

جناب اقبال احمد خان: آپ کے ساتھ بیٹھ کر ہم ڈسکس کرتے رہے، چھپایا کہاں ہے۔

میر حاجی ترین: جناب والا! میں نے جیسا کہ پہلے گزارش کی کہ ہماری منسٹری کو یہ جو رپورٹ ہے یا ایڈوائس ہے وہ باقاعدہ طریقے سے موصول ہی نہیں ہوئی ہے، ایک چیز وصول ہو گی، منسٹری اس کی سٹڈی کرے گی، لاء منسٹری کے ساتھ co-ordinate کر کے ہم اس قابل ہوں گے کہ آیا اس سے معزز ممبران استفادہ کر بھی سکتے ہیں نہیں، اگر ضرورت سمجھی گئی تو کوئی ایسا عذر نہیں ہے کہ ہم یہ ہاؤس کے سامنے نہ لائیں۔ مگر اس وقت ہم معذرت چاہتے ہیں اسلئے کہ منسٹری کو یہ باقاعدہ طریقے پر موصول ہی نہیں ہوئی۔

Mr. Chairman: Thank you. Now we continue general discussion.

نواب چھتاری صاحب، جی قاضی صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! محترم وزیر مذہبی امور یہ یقین دہانی

[Qazi Abdul Latif]

کرائیں کہ ہم اگلے اجلاس کے اندر یہ چیز پیش کر دیں گے تو پھر تو ہمیں کچھ اطمینان ہوگا اور اگر وہ پھر وہاں بھی اس پر بحث مباحثہ کریں اور پھر عذر لنگ پیش کریں تو میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ پھر ہم اس ایوان میں اسوقت نہیں بیٹھ سکیں گے، پھر آپ بحث جاری رکھیں تو آپ کی مرضی۔

جناب چیئرمین: انہوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا اور جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ ابھی تک نہ انہوں نے رپورٹ دیکھی ہے، نہ ان کے پاس پہنچی ہے، رپورٹ کو دیکھ کر، رپورٹ کا جائزہ لے کر ان واقعات کا ان circumstances کا جائزہ لے کر کہ جن میں ان کو ریفر ہوئی ہے وہ یہاں پر عرض کر سکیں گے۔

قاضی حسین احمد: یہ سارے تاخیری حربے ہیں اور یہ جس چیز کو پاس کرنا چاہتے ہیں تو اسکو آدھ گھنٹے میں پاس کر دیتے ہیں، رولز کو بھی معطل کر دیتے ہیں اس کو یہ talk out کرنا چاہتے ہیں مسلسل اس میں تاخیری حربے استعمال ہو رہے ہیں، ایک سال سے یہ شریعت بل زیر غور ہے اور اسکو یہ ٹال رہے ہیں اور یہ بھی ایک تاخیری حربہ ہے۔

جناب چیئرمین: خیر یہ آپ کا حق ہے، یہ آپ کی رائے ہو سکتی ہے لیکن میری رائے کم از کم یہ نہیں ہے۔

قاضی حسین احمد: ہمارا خیال ہے کہ اس میں مزید وقت کی بھی ضرورت نہیں ہے یہ آج پاس ہو سکتا ہے، ساری قوم اس کے بارے میں پریشان ہے اور اس کی منتظر ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ تو جو قاعدہ ہے اس کے مطابق ہی چلنا پڑیگا۔

قاضی حسین احمد: قاعدہ تو اُن کے ہاتھ میں ہے۔

قاضی عبداللطیف: اس حقیقت سے میں آپ کو آگاہ کر سکتا ہوں جناب والا! کہ ہو سکتا ہے رسمی طور پر وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے

اس کا مطالعہ نہیں کیا ۔ لیکن جہاں تک ہمارے ساتھ بحث کا تعلق ہے ہمارے ساتھ بیٹھ کر کے اس پر تبادلہ خیال ہوا ہے تو وہ رپورٹ غیر رسمی طور پر ان کے سامنے آئی ہے انہوں نے اس پر واقعتاً ہمارے ساتھ تبادلہ خیال بھی کیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر وہ کہتے ہیں کہ رسمی طور پر انہوں نے نہیں کیا تو اسکے متعلق میں کچھ کہہ نہیں سکتا ۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب یہ سب جھگڑا رسمی اور غیر رسمی کا ہے، یعنی غیر رسمی طور پر بہت سارے معاملات ہر ایک کو معلوم ہوتے ہیں لیکن جب تک رسمی طور پر ان ایوانوں میں ان پر بحث نہیں ہو جاتی اتنے تک ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے ۔

میر حاجی ترین : جناب والا! قاضی صاحب نے اپنے آپ کو ہمارے ساتھ ہمیشہ غیر رسمی رکھا ہے ۔

قاضی حسین احمد : اس ایوان میں جناب والا! ہم اس صورتحال میں نہیں بیٹھ سکتے، ایک دستوری ادارے نے ایوان کی رہنمائی کے لئے ایک ڈاکومنٹ بھیجا ہے جسکی ہمیں ضرورت ہے اور یہ تاخیری طور پر مسلسل اسکوٹال رہے ہیں اور اس سے استفادہ کرنے کا ہمیں موقع نہیں دے رہے اور یہ بحث بلا ضرورت ہے اور اس بحث میں ایسے مسائل آئیں گے کہ جنکا اسلامی نظریاتی کونسل کی اس رپورٹ میں جواب دیا گیا ہے اور غیر ضروری طور پر آئیں گے اور دوبارہ پھر ایوان کا وقت ضائع ہوگا، اس لئے میں اس بحث کو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

(قاضی حسین احمد صاحب یہ کہہ کر واک آؤٹ کر گئے)

(قاضی عبداللطیف صاحب بھی ساتھ ہی واک آؤٹ کر گئے)

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Point of explanation Sir.

مولانا سمیع الحق : جناب وزیر انصاف صاحب ہمیں فدرا ایک منٹ دے دیجئے ۔ میں بہت عرصے سے خاموش رہ رہا ہوں ۔ جناب والا!

[Maulana Sami-ul-Haq]

میں اس واک آؤٹ میں شریک ہوں اور اس پر احتجاج کرتا ہوں کہ آج مجھے یہ تاثر ملا ہے کہ اجلاس گویا آج شریعت بل پاس ہوئے بغیر ختم ہو جائے گا تو میں اس بات پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں کہ یہ اجلاس ہرگز ختم نہ ہونا چاہیئے تھا جب تک شریعت بل پاس نہ ہوتا قوم ہم سے اس طرح کی پیچیدہ گفتگوؤں کی توقع نہیں رکھتی ، قوم کی نظر اس بات پر ہے کہ آج شریعت بل پاس ہوگا اگر آج آپ اجلاس ختم کر رہے ہیں تو میں پیشگی واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : یہ آپ کی مرضی ہے ۔

میر حسین بخش بنگلزئی : مولانا سمیع الحق صاحب ہاؤس کو یہ بتا دیں کہ ان کو یہ بات کیسے پتہ چلی ہے کہ یہ اجلاس آج ختم ہو رہا ہے ۔

جناب چیئرمین : وہ واک آؤٹ کر چکے ہیں ۔ جناب اقبال احمد صاحب!

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! میں مجبور ہوں یہ explanation دینے کے لئے جو میں نہیں چاہتا تھا ۔

جناب چیئرمین : دوسرا پوائنٹ آف آرڈر آگیا ہے، آپ ذرا تشریف رکھیں ۔

جناب اقبال احمد خان : یہ میری بات سُن کر جائیں ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یہ بحث چونکہ لا یعنی ہے ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : وہ personal explanation پر تھے ، ان کو آپ سُن لیں پھر آپ ضرور جائیں ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں انہیں سُن چکا ہوں ڈیڑھ سال سے ان کی باتیں سنتے سُنتے بال سفید ہو گئے اور ہماری ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : اچھا شکریہ

جناب اقبال احمد خان : عقل سفید ہو گئی ۔

جناب عبدالرحیم میرداخیل : اب بات یہ ہے کہ میں اس ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : اچھا ۔ جناب اقبال احمد خان صاحب !

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ وہ معزز سینیٹرز جو یہاں اس بات کی خواہش کا اظہار فرماتے ہیں کہ اس بل کو جلدی پاس ہونا چاہیئے اور ہم سب بیٹھے ہیں اسکو ڈسکس کرنے کے لئے ، اور ہم پر الزام لگایا جا رہا ہے کہ ہم بل کو پاس کرنے میں تاخیری حربے استعمال کر رہے ہیں ، میں ان معزز اراکین سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا اس اجلاس سے واک آؤٹ کرنا کیا اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ خود نہیں چاہتے کہ یہ بل جلدی پاس ہو ، کیونکہ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ اسکو ایڈجرن کیا جائے ، ہم تو اس بات کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ بحث کی پہلی سٹیج ہے اور آپ نے ابھی محترم سینیٹر چھتاری صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنے ارشادات فرمائیں اور پیشتر اس کے کہ آپ دوسرے اراکین سے پوچھتے ، پیشتر اس کے کہ اجلاس کی ایڈجرنمنٹ کی باری آتی ۔ ان معزز سینیٹرز کا واک آؤٹ واضح طور پر اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اس بل کو پاس کروانے میں قطعی طور پر دلچسپی نہیں رکھتے ، حضور! میں یہ بات عرض کرنے کے لئے مجبور ہوں ، ہم نے آج تک گورنمنٹ کیطرف سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کہی ہم نے کوشش کہ ان معزز اراکین کے ساتھ بیٹھ کر اس بل کے متعلق ڈسکس کریں ، اور انہوں نے خود اس بات کو تسلیم کیا ، کہ کچھ اس میں خامیاں ہیں جن کو درست کرنا چاہیئے چنانچہ اس سلسلے میں حضور والا! ان کی کمیٹی کے ساتھ ہمارے پانچ وزیر گزشتہ کئی دنوں سے گفت و شنید کرنے میں مصروف تھے پرسوں حضور والا! ایک اجلاس کیا گیا ، اس

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

اجلاس میں ہم نے اس بل کی خامیاں انکے سامنے پیش کیں، ہم نے ان کو یقین دلایا اور ہمارے عمل سے یہ بات ثابت ہے اس ملک میں شریعت نافذ کرنے میں گورنمنٹ سے زیادہ کوئی keen نہیں ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم نے ضروری طور پر سمجھا کہ جب تک آئین کے اندر ترمیم نہیں ہوتی، کوئی قانون، صحیح طور پر شرعی طور پر نافذ نہیں ہو سکتا اور اس وجہ سے حکومت کیطرف سے نواں ترمیمی بل پیش کیا گیا، اور اس کو پاس کرنے کے لئے ہم نے ہر ممکن کوشش کی اور اس معزز ایوان کے اراکین کے تعاون سے کے ساتھ وہ بل adopt ہوًا اور صحیح معنوں میں پہلی دفعہ اس ملک کے اندر وہ رستہ ہموار ہوًا جس سے شریعت مکمل طور پر نافذ ہوگی۔

جناب والا! جس رپورٹ کا یہ حوالہ دے رہے ہیں اس رپورٹ کی کاپی انکے پاس بھی ہے چنانچہ اس رپورٹ کو سامنے رکھ کر پرسوں ان کے ساتھ ہم نے ڈسکشن کی، اور ڈسکشن کرنے کے بعد انہوں نے ہمیں اس بات کا یقین دلایا کہ بہت سے معاملات پر وہ ہم سے اتفاق فرماتے ہیں، لیکن کچھ معاملات پر مزید غور کی ضرورت ہے اور اس سلسلے میں ہمیں یہ فرمایا گیا، ہم نے اپنی ایک ایکشن کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ ہم اس سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں، اور کل آپ کو اطلاع دیں گے حضور والا! کل سارا دن ہم پانچ وزیر ان کے انتظار میں رہے ۔ کہ ہمیں اس بات کی اطلاع دیں کہ کب تشریف لائیں گے تاکہ مزید اس پر گفت و شنید کی جا سکے ۔لیکن حضور والا! دوپہر کے بعد ہمیں ٹیلیفون پر اس بات کی اطلاع دی گئی ہماری ایکشن کمیٹی نے ہماری تجاویز کو رد کر دیا ہے وہ تجاویز جو ہم نے نہیں دی تھیں، ہمیں نہیں پتہ، ان کی ساری کی ساری تفاصیل کس ذریعے سے پریس میں آ چکی ہیں۔ اور قوم اس بات کو جانتی ہے کہ حکومت کا مؤقف کیا ہے کیا حکومت شریعت نافذ

کرنا چاہتی ہے یا نہیں، ہم کسی مسئلے کو سیاسی طور پر ایکسپلائٹ نہیں کرنا چاہتے۔ حضور والا! یہاں میں یہ بات کہنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتا، کہ نویں ترمیمی بل کی منظوری میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا، لیکن جب اس بات کو محسوس کیا گیا کہ آج تو اں ترمیمی بل منظور ہو جاتا ہے، تو حضور والا! پھر ایک جلوس کا ڈرامہ رچایا گیا، اور پھر یہ کہا گیا کہ ہم نے جلوس نکالا ہے تو نواں ترمیمی بل منظور کیا گیا۔

حضور والا! ہم شریعت کے مسئلے میں سیاست استعمال نہیں کرنا چاہتے، نہ ہم اسلام کو سیاست کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں کیونکہ پاکستان بناتے وقت ہمارے قائد اعظمؒ نے اس بات کا عہد کیا تھا اس ملک کے اندر ہم صحیح معنوں میں قرآن و سنّت کے مطابق حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس وعدے کو پورا کرنے کے لئے اور اس برّصغیر کے کروڑوں انسانوں کی قربانیوں کا جواب دینے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے ہم اس ملک میں صحیح معنوں میں شریعت نافذ کرنے کے لئے کومیٹڈ (comitted) ہیں۔ شریعت بل ہو، یا نواں ترمیمی بل ہو، اس کو ہم سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے، حضور والا! اس رپورٹ کا ذکر ہوا، ان کے پاس رپورٹ موجود ہے انہوں نے ہمارے ساتھ ڈسکس کیا ہے۔ ڈسکشن کے بعد خود اس بات کا مشورہ دیا، حضور والا! اب میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ میں نے ان سے گزارش کی کہ جب تک وزیر اعظم صاحب تشریف نہیں لاتے ہمارے لئے ممکن نہیں کہ آپ کی بہت سی چیزیں جو ہیں ان کا ہم جواب دے سکیں۔ ہمارا ان سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ حضور والا! ہمیں مشورہ دیا گیا، ٹھیک ہے وزیر اعظم صاحب کی تشریف آوری پر اس پر ہم بات چیت کر لیں گے کیونکہ آج اس پر بحث مکمل

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

نہیں ہو سکتی۔ اس ایوان کو بھی اس بات کا علم ہے۔ حضور والا! میں نے اس بات کی دعوت دی، تقریباً ۲۵ تاریخ کو وزیر اعظم صاحب تشریف لائیں گے۔ ۲۶ تاریخ کو ہم آپس میں دوبارہ مل کر اس مسئلے کو طے کر لیں گے۔ حضور والا! ہمیں کہا گیا ہم تو ۲۹ تاریخ تک available ہی نہیں ہیں ہم تو ملک کے دورے پر ہیں۔

جناب یہ ساری چیزیں سیاسی ہیں، یہاں اسلام کے ساتھ اخلاص کے سلسلے میں قوم فیصلہ کریگی کہ کون اسلام کے ساتھ مخلص ہے اور کون مخلص نہیں ہے۔ لیکن جناب والا! میں آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ اس بات کا عہد کئے ہوئے ہے کہ کسی بھی مخالفت کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے، کتنی بھی مشکلات ہمارے راستے میں حائل کیوں نہ ہوں، ہم انشاء اللہ تعالےٰ پاکستان کے اندر قرآن و سنت کے مطابق صحیح اسلامی نظام جلد از جلد قائم کر کے رہیں گے۔ حضور والا! آپنے دیکھا ہمارے وزیر اعظم جناب محمد خان جونیجو صاحب نے آج تک جتنے وعدے کئے ہیں ان کو پورا کیا ہے اور یہ وعدہ بھی انہوں نے ۳۱ دسمبر کو قوم سے خطاب کرتے ہوئے اپنے پانچ نکاتی پروگرام میں فرمایا تھا، کہ پاکستان کے اندر صحیح اسلامی نظام نافذ ہوگا، ہم اس وعدے پر قائم ہیں، کوئی اس ہاؤس کے اندر بیٹھے یا کوئی واک آؤٹ کرے۔ ہم یقیناً پاکستان کے اندر اسلامی نظام لائیں گے۔ اور شرعی قوانین بنائیں گے اور انشاء اللہ ان کا نفاذ بھی کیا جائے گا اور ان وعدوں کو پورا کیا جائے گا۔

Mr. Chairman: Thank you. Do we proceed with the discussion or not? .

جناب اقبال احمد خان: کسی سے تقریر کرا لیں جناب۔

Mr. Chairman: I think there is still half an hour to 10.00 so we can continue with the first reading. Mr. Rahat Saeed Chhatari.

جناب راحت سعید چھتاری : جناب والا! جب بل کے اُوپر بحث کا آغاز ہُوا، تو قاضی صاحب نے جو تقریر فرمائی اُس سے کچھ یہ نتیجہ نکلا کہ ہم لوگ اس بل کے لاتے، اس پر بحث کروانے اور اسکو پاس کرنے میں کوتاہیاں برت رہے ہیں۔ لہٰذا قرآن و سنّت کی رُو سے ہم درحقیقت مسلمان کہلانے کے اہل نہیں ہیں۔ میں کیا عرض کرسکتا ہوں اس میں کوئی شک و شُبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ میرے چہرے پر ڈاڑھی نہیں ہے اور مونچھیں ہیں اور دونوں غیر اسلامی ہیں لیکن الحمدللہ میں بہت سوں سے بہت بہتر مسلمان ہوں، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الحمدللہ) میری زندگی کا ہر پہلو میرے ربّ کے لیئے ہے، اور میں اسلام اور شریعت کا پابند رہوں گا۔

جناب والا! عجیب و غریب صُورت میرے سامنے آتی ہے اور میں اُسے بیان کرنے پر مجبور ہوں کہ میں جولائی ۱۹۳۵ء میں پاکستانی ہو چکا تھا، جس وقت یہ بہت سے علمائے دین مٹی اور پانی کے درمیان تھے بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ۔ اگر قائداعظم سیریز میں، چھپی ہوئی کتاب "Role of Muslim Students in Pakistan". ملاحظہ فرمائی جائے تو اس میں معلوم ہو جائے گا اس جولائی ۱۹۳۵ء میں میں نے کیا رول ادا کیا تھا۔ آل انڈیا سٹوڈنٹس فیڈریشن سے کسطرح لڑکوں کو نکالا تھا اس دن شب کو قائداعظمؒ سے گفتگو کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ علی گڑھ میں جاکر مُسلم سٹوڈنٹس یونین کی بنیاد ڈالی جائے۔ اور وہاں سے جانے کے بعد ہم نے اپنی یونین میں ایک ریزولیوشن پاس کیا اور مسلم سٹوڈنٹس یونین کی بنیاد رکھی گئی۔ جناب والا! ایک طرف تو خاص طور پر یہ جو ڈاڑھی منڈا ہے یہ اسکا ریکارڈ ہے اور دوسری طرف یہ علماء ہیں، ان کے پیش رو تھے جنہوں نے جب ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی تعمیر ہوئی ہے تو کہا ہم پاکستان کو منظور نہیں کریں گے..... (مداخلت)

آوازیں ۔ شیم شیم ۔

جناب راحت سعید چھتاری : اور یہاں آنے کے بعد ایک بہت بڑے عالم دین نے، جو اسوقت ایک سیاسی رہنما بھی بن چکے تھے، یہ الفاظ استعمال کئے کہ میرے ہاتھ پاکستان کی تعمیر میں گندے نہیں ہوئے۔ لیکن یہ سب تسلیم کرنے کے بعد جب انہیں معلوم ہوا کہ انکی ڈبل روٹی کے ٹکڑے پر مکھن کدھر لگا ہوا ہے تو تشریف لے آئے اور میں آج یہ دعوے کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ معلوم کروا لیجئے کہ کس کس کو کیا کیا ایوارڈ یا profits ملے ہیں اور یہ فاسق و فاجر جو جائیداد چھوڑ کر آیا ہے، جس کا علم یہاں سب کو ہے شہید ملت کو بھی تھا، وہ یہ دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے پاس ایک قطعہ، ایک دھیلا (Evacuee Trust Property) کا نہیں ہے ۔ میں جب یہاں آیا تھا تو میں نے یہ کہا تھا کہ میں اپنے باپ کی جائیداد چھوڑ کر آیا ہوں تو اس کے عوض ہندو کی جائیداد پر قبضہ نہیں کرنا چاہتا اور میں نے ساڑھے تین سو روپے ماہوار پر حکومت پاکستان کی ملازمت کی اور اس کے بعد میرے رب کے جو مجھ پر انعامات ہوئے ہیں، اس کے لئے میرے پاس کوئی طریقہ شکرانے کا نہیں ہے، سوائے اسکے کہ سجدۂ شکر بجا لاؤں ۔

جناب والا ! جب میں دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں کا رویّہ پاکستان بننے کے سلسلے میں کیا رہا اور آج یہ شریعت بل لا رہے ہیں جب کہ ہم Ninth Amendment Bill لے آئے ہیں اور اسکی وجہ سے ہم نے شریعت کو اپنے رگ و پے میں ایک طرح سے نافذ کر دیا ہے ۔ حکومت کے قوانین نہیں تو اس میں کیا جلدی ہے، کیا پریشانی ہے اور کیا صورت ہے، جسکی وجہ سے یہ اتنے بڑے بڑے جلسے بھی کروا رہے ہیں اور ملک کا دورہ بھی کر رہے ہیں ۔ یقیناً میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس میں اسلام

اور شریعت کے جذبے کو اتنا دخل نہیں ہے جتنا انکی ذاتی سیاست کو ہے۔ یا تو یہ ہے کہ اس الیکشن میں یہ دو آدمی Elect ہو کر آئے، اس سے پہلے الیکشنوں میں دو تین آدمی آئے تھے۔ لوگوں نے ان کو Reject کر دیا ہے کیوں کر دیا ہے اسلئے مسترد کر دیا ہے کہ وہ اسے نہیں بھولے، اس ملک کے بننے کو روکنے میں انکا کتنا بڑا ہاتھ رہا ہے۔ یہ اس گراؤنڈ کو کور کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ حکومت کو نیچا دکھائیں اور لوگوں کو یہ بتا سکیں کہ اسکے کتنے دعوے تھے کہ ہم اسلام لا رہے ہیں۔ وہ تو کچھ نہ کر سکے مگر ہم یہ تمہارے لئے شریعت بل لے آئے ہیں' تو میں بہت ہی مؤدبانہ طور پر اپنے رب کے سامنے سر جھکا کر یہ عرض کروں گا کہ قرآن کی اس آیت کو یہ نہ بھولیں وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ۔ جو کچھ تم اپنے سانسوں کے اندر چھپانے ہو اور اپنے سینوں میں چھپاتے ہو، اللہ اس سے خبردار ہے۔

جناب والا! میں نے ان کے تیار کردہ شریعت بل کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہے، میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس بل کو منظور کرنے کے بعد شریعت کا نفاذ تو نہیں ہو سکتا البتہ امت میں زبردست رخنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ میں جہاں شریعت کو oppose نہیں کرنا چاہتا ہوں وہاں اس شریعت بل کی اس موجودہ حالت میں مخالفت کرتا ہوں۔ سب سے بڑی چیز اُمّتِ واحدہ کو ایک جگہ رکھنا ہے۔ یہ مولوی اور عالم دین وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا۔ بس یہ آیت پڑھ دیتے ہیں وَلَا تَفَرَّقُوْا کو بھول جاتے ہیں جو essential order ہے۔ جب یہ خطرہ درپیش ہو کہ کسی اقدام سے اُمّت میں رخنہ پیدا ہو جائیگا تو وہ یقیناً اسلامی فعل نہیں وہ طاغوتی فعل ہے۔ ہمیں اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ اُمّت اپنی جگہ اتحاد کے ساتھ قائم رہے چنانچہ میں نے اس بل پر پانچ یا چھ ترامیم بھیجی ہیں ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں قطع برید کرنا

[Mr. Rahat Saeed Chhattari]

چاہتا ہوں بلکہ اس کی سپرٹ ہے کہ آر راستن سروز پیرا ستفن اسے!
میں چاہتا ہوں کہ اسکی شکل و صورت بہتر ہو جائے۔ اور جو اسکے نقائص
ہیں وہ دور ہو جائیں۔ شریعت کوئی ابہام پسند نہیں کرتی وہ Precise
ہے اس بل کے اندر اتنے ابہام ہیں جس کی کوئی حد نہیں۔ میں اپنی ترامیم
کے ذریعے انہیں Precise بنانا چاہتا ہوں۔ اور جہاں مجھے یہ معلوم ہے
کہ اس راستے پر چل کر ہم ایک دوسرے کا گلا کاٹنے پر مجبور ہو جائیں گے
اسے میں Omit کروانا چاہتا ہوں اس لئے کہ یہ سچ ہے۔

ع ذہنِ عالم سخت ناہموار ہے ساقی

ان ترامیم کے ساتھ اگر یہ لوگ قبول کریں گے تو میں اس بل کا ساتھ
دوں گا لیکن اگر یہ انہیں قبول نہیں ہیں تو موجودہ حالت میں تو اس
بل کی مخالفت کروں گا اسلئے کہ نہ یہ اسلامی ہے نہ یہ پاکستانی ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب حسن اے شیخ صاحب۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman, an impression is being created in the country that this Government and the members of the Senate are against *Shariat*. Nothing more abnoxious could have been stated. The Government as well as members of this House (Senate), they all want *Shariat*. We have paved the way for *Shariat* by bringing the Constitution Ninth Amendment Bill and that Bill has been preceded by a new preamble through an amendment given by the Law Minister which clearly stated that this is intended to enforce *Shariat* in Pakistan. What we do not agree to is the *Shariat* Bill, notice of which has been given by Maulana Samiul Haq and Qazi Abdul Latif. We do not want this *Shariat* Bill. *Shariat* we want but not this *Shariat* Bill of these two gentlemen. These two gentlemen have not cared to find out what would be the consequences of passing this Bill. You remember, Sir, in the Constitution Ninth Amendment Bill a specific provision has been made that where a question arises as to whether a matter is or is not a matter concerning the enforcement of *Shariat*, the matter will be referred to the *Shariat* Court.

This Bill provides that all courts in the country will have the power to determine whether a matter before them is in respect of *Shariat* or not.

You have about ten thousand magistrates in this country. You may have more than ten thousand sub-judges in this country. Are they all qualified to determine a question of *Shariat* and even if they are qualified with so many people from nooks and corners of Pakistan there will be such a jumble that it might create misgivings, it might create problems and it might create controversies which none of us will be able to then resolve.

If there is one apex where we go—the *Shariat* Bench, then there will be some sort of unified *Shariat* enforced in this country but if we have to go to ten thousand people to decide what is *Shariat* then I am quite certain every 'fiqh' will have its own interpretation of Quran and Sunnah. We must avoid that. The most important factor in this country is the unity of *Musalmans.* We got Pakistan because 10 crores of *Musalmans* were united in the demand for Pakistan. We will be able to maintain Pakistan, we will be able to maintain the prosperity of Pakistan if all the *Musalmans* of this country remained unified in one single objective of making this Pakistan prosperous and mighty. This cannot be possible if we bifurcate them. We create feelings of difference in the interpretation of normal things. We are *Musalmans.* The National Assembly will be consisting of overwhelming majority of *Musalmans,* the Senate will consist of overwhelming majority of *Musalmans.* Is it possible that a *Musalman* will do any thing against Quran and Sunnah. I asked one of the gentlemen in the morning who walked out this evening, what happens when the Constitution (Ninth Amendment) Bill is enforced? Quran and Sunnah will be the supreme law of Pakistan, Quran and Sunnah will be the supreme source of law in Pakistan. What more can the *Shariat* Bill do. Could they do any thing against Quran and Sunnah as a source of power of law in Pakistan. If that is so, then where is a need of this *Shariat* Bill because my talk did not last long. We are sitting here for some particular purpose and then we leave and that talk remains inconclusive, but he did not answer me. I could realize, he was feeling that whatever I was putting before him was something which was acceptable to him but may not be palatable to him. I told him that I respected him and I told him what we *Musalman* should do, was to bring about unity of all faiths, unity of all sects, unity of all those divergent elements among the *Muslamans.*

I know Sir, I have lived before Pakistan came into being in politics almost neck deep and I know what part was played by a certain section which is today represented in this House by three members. I know

[Mr. Hasan A. Shaikh]

what they said. I know how they described Quaid-i-Azam, I know how they described *Musalmans* and Muslim League. Today they want to show that they were for Pakistan, and they were for Islam, and they were for establishment of Islamic State of Pakistan. This is exactly, contrary to what they had done before Pakistan came into being. I know vividly that when Pakistan came into being they had still some doubts in their minds but once they had decided to come to Pakistan, burnt their boats then they started different way. Pakistan's present difficulties also are because of them. If they had not interferred with Pakistan's progress in Constitution making then I am quite certain the first basic principles committee's report would have been passed, the Constitution would have been made probably during the life time of Liaquat Ali Khan but they started a big agitation as they have started now. They say, present agitation is spearheaded by the same *Jamaat.* They stood in the way with the result that Pakistan had to go through so many upheavals but I tell you Sir, we are all *Musalmans,* we all want *Shariat.* We insist upon the same that we must have *Shariat* in this country. Enforcement of *Shariat* is our goal but certainly not the *Shariat* Bill of these two gentlemen.

Mr. Chairman: We have still another 10 minutes and we can take up at least one more speaker. Would you like, Nawabzada Jahangir Shah Jogezai?

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس سے پہلے کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی ہم تیرے لئے صحیح کر رہے ہیں تو ہمیں بصیرت دے ہمیں نفس کے حوالے نہ کر۔ تاکہ قیامت کے روز ہمارے اعمال صرف دنیا اور نفس کے لئے نہ ہوں۔ جناب عالی! اس دعا کے بعد عرض ہے کہ اسلام نہ ملّا کا ہے نہ پیر کا ہے، نہ فقیر کا ہے یہ تمام مسلمانوں کا ہے۔ نہ کسی سیاسی جماعت کا ہے۔ بلکہ جس نے کلمہ پڑھا اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت کیمطابق اپنی زندگی سنوارے اور ان کے حکم کی تعمیل کرے۔ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے، چاہے اسکا تعلق کسی

بھی نظریے کے ساتھ ہو۔ سوال یہ ہے کہ جب نواں ترمیمی بل منظور ہوا تو ایک بنیاد رکھی گئی کہ کوئی قانون اس ملک میں قرآن و سنّت کے منافی نہیں بنے گا۔ اس کے بعد ہمیں چاہیئے کہ ان تمام قوانین کو صحیح کریں اور جن قوانین میں ترامیم کی ضرورت ہے انکی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ہماری توجہ اس سے سیاسی فائدہ اٹھانے پر نہیں ہے۔ ایک مسلمان کے دل میں جب خداوند کریم کے لئے واقعی محبت ہوتی ہے تو وہ ایسا سوچ ہی نہیں سکتا کہ اس سے کوئی اور فائدہ بھی اٹھایا جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ دیکھنے والا ہے اس کے فرشتے لکھنے والے ہیں اور اور اس کا صلہ دُنیا میں مل جانا ہے۔ جب تک انسان کو قرآن حکیم پر عبور نہ ہو اور اس نے اسلامی تاریخ کو سمجھا نہ ہو اور فقہ جن مراحل سے گذری ہے آپ نے دیکھا کہ خلافت تین خاندانوں میں آئی۔ بنو امیہ، بنو عباس اور عثمانیہ۔ کسی فقیہہ نے آج تک یہ نہیں کہا کہ کوئی حکومت وراثت میں نہیں آسکتی۔ تو کیا معاملہ اب امّت مسلمہ کے سامنے نہیں آیا۔ کیا اسلام بادشاہت کے خلاف نہیں کھڑا ہوا تھا۔ کسطرح فقہا نے تاج و تخت کو وراثت میں قرار دیا۔

تین چیزیں ہیں۔ ایک عبادات، دوسرے عقائد اور تیسرے معاشرے کیلئے قوانین۔ عقائد میں بہت تفصیل ہے اور آپ کو تاریخ پڑھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ بغداد میں فقہا کا کیا حشر ہوا وہ کسطرح آپس میں دست و گریبان تھے۔ ایک دوسرے کی ڈاڑھی کھینچ رہے تھے۔ کوئی فورم نہیں تھا۔ جیسا کہ آجکل پارلیمنٹ ہے، ایک قانون بنتا ہے اسی طرح سے چند علماء اپنی اپنی کوششوں کے مطابق بناتے ہیں میں نہیں کہتا کہ انکی کوششیں بالکل غلط ہیں۔ بہت سارے فقہ ہیں۔ ان کے جو اصول قرآن میں واضح ہیں وہ تو ہیں ہی، کیونکہ اس میں تحریف نہیں ہو سکتی۔ اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ سُنّت ہے تو کوئی مسلمان ان سے انکار نہیں کرتا۔ لیکن بہت ساری باتیں ایسی ہیں قرآن

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے لیکن نظریاتی کونسل نے یہ کہا کہ اولی الامر کو زبانی تنبیہہ سے لیکر قتل تک کا اختیار ہے ۔ خداوند کریم نے کہا ہے کہ تین چیزوں میں قتل کیا جا سکتا ہے ۔ فساد فی الارض میں یا جو اللہ تعالے اور اسکے رسولؐ کے ساتھ جنگ کرے ۔ باقی اللہ تعالے کہتا ہے کہ اگر کسی نے ایک مسلمان کو قتل کیا تو اس نے سارے مسلمانوں کو قتل کیا ۔ اب یہ چیزیں میرے ذہن میں آتی ہیں اُمّتِ مُسلمہ کے تمام مسلمان ملکر قانون بنا سکتے ہیں ۔

اب حالت یہ ہے کہ ایک فرقہ ایسا ہے جو کہتا ہے کہ حدیث کا وجود ہی نہیں ہے ۔ کوئی قرآن شریف کی اپنی مرضی سے تعبیر کرتا ہے ۔ کوئی کہتا ہے کہ مقلّد ہیں ۔ مقلّد کے متعلق میں ایک قصہ سناؤں ۔ میں نے چلاس میں عشر جمع کرنا شروع کیا ۱۲۰۰ من غلہ جمع کیا اور اسے میں نے ملّا کے ہاتھ پر رکھا ۔ پتہ لگا کہ ۵۳ من غلّہ ملّا صاحب کے گھوڑے نے کھا لیا ۔ میں نے تحصیلدار کو کہا کہ باقی غلّے کو نیلام کردو اور چار ہزار روپے میں نے اور میجر طفیل نے خدا اسے بخشے تقسیم کئے ۔ اگر ملّا صاحب نصاب ہے تو اس کے لئے وہ کہتا ہے کہ اچھا، معاف ہے ۔ اس سے یہ ہوا کہ ملّاؤں کے لئے زکواۃ بند ہوگئی اور بہت سارے لوگوں نے ہمیں دعائیں دیں ۔ ہمارے ہاں تین بیوائیں موجود تھیں، ہم ان کو زکواۃ نہیں دیتے تھے کیونکہ ملّا صاحب کا کہنا تھا کہ ملّا کے گھوڑے کی اگر زین سونے کی بھی ہو تو تب بھی ملّا کو آپ زکواۃ دے سکتے ہیں لیکن بیواؤں کو نہیں دے سکتے ہو ۔ اصل میں وہ کیا کرتے تھے، حیلہ کرتے تھے ۔ وہ اسطرح کرتے تھے کہ آپ نے ملّا کو زکواۃ دی، اس نے یہ زکواۃ اپنی بیوی کو دے دی، اسطرح وہ پھر اپنے آپ کو غریب تصوّر کرواتا تھا ۔ صاحبِ نصاب نہیں کہلاتا تھا ۔ کہتا تھا وہ تو میں نے اپنی بیوی کو دے دی ہے اب پھر مجھ پر زکواۃ لینی جائز ہے ۔ یعنی اسطرح وہ حیلے بہانے کرتے تھے ۔

جناب والا! ان باتوں کے باوجود میں ملّاؤں کو بُرا نہیں کہتا کیونکہ انہوں نے بڑے بڑے چیلنجوں کا مقابلہ کیا ہے ۔ جیسے انگریزوں کا، عیسائیت کا،

اشتراکی ذہن رکھنے والے لوگوں کا، ایسے لوگوں کو دین کی طرف لائے جو دین سے بالکل بیگانہ تھے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ علم کی کچھ حدود ہوتی ہیں، اسلام کے بارے میں مُلّاؤں کا علم فقہ کی حدود سے آگے نہیں جا سکا۔ ان سے قرآن سے متعلق بات کی جائے تو انکو سمجھ نہیں آتی کہ قرآن کہتا کیا ہے۔ میں ان کی فقہ کے بارے میں علم کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جب کوئی طالب علم ان کے پاس جاتا ہے تو وہ اسے ہدایہ، صرف و نحو، اور تفسیر جلالین اور دیگر فقہ کی کتابیں پڑھا کر ملّا بنا دیتے ہیں مگر وہ علوم جو قرآن پاک میں ہیں، وہ ان سے بیگانہ ہی رہتا ہے۔

بات تو ہو رہی تھی شریعت بل کے بارے میں، مگر میں کہیں سے کہیں نکل گیا۔ سوال یہ ہے کہ اس میں بہت ساری باتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ہمیں سوچنا ہے۔ پہلے تو قرآن و حدیث نافذ ہونا چاہیئے اس کے بعد دوسری باتیں آتی ہیں جیسے قید کے بارے میں ہے یا اس قسم کے دوسرے امور ہیں۔ ان کے بارے میں، ہر فقہ کے مطابق، اُمّت مسلمہ کے Jurists کے فورم پر فیصلہ ہونا چاہیئے کہ ایک فقہ میں کیا ہے اور کس میں کیا ہے۔ فقہ جعفریہ والے کیا چاہتے ہیں، فقہ حنفیہ والے کیا چاہتے ہیں، فقہ شافعیہ والے کیا چاہتے ہیں، فقہ مالکی والے کیا چاہتے ہیں، فقہ حنبلی والے کیا چاہتے ہیں۔

جناب والا! میری اس بارے میں یہ درخواست ہو گی کہ تمام علماء اور وکلاء سے کہ ہمارا مستقل نظام، دین اسلام ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے لڑائی کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے، دست و گریبان سے مسئلے حل نہیں ہوتے ہیں، مسئلے حل ہوتے ہیں تو بحث و مباحثہ سے، علم سے مسئلے حل ہوتے ہیں۔ یہ مسئلے جلوسوں سے حل نہیں ہوتے ہیں۔ یہ علمی مسائل ہیں، اور علمی مسائل کے لئے ادارے ہیں، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان اداروں میں بیٹھ کر علم کے ذریعہ سے مسئلے حل کئے جائیں اور اس

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

مقصد کے لئے لوگوں کے ذہنوں کو ہموار کیا جائے ۔

میرا یہ خیال ہے کہ اس میں سیاست کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب مسلم لیگ نے کہہ دیا ہے اور حکومت نے کہہ دیا ہے کہ ہم اس کو نافذ کریں گے تو پھر کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیئے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ ۔ قبل اسکے کہ ہم اجلاس کو برخاست کریں ۔ میں صدر صاحب کی طرف سے Prorogation Order آپ کو سنا دیتا ہوں ۔

In exercise of the powers conferred by clause (1) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on the 20th July, 1986.

Sd/-

Gen. Muhammad Zia-ul-Haq,
President.

(So, the House is adjourned sine die.)

[*The House adjourned sine die.*]

PCPPI—2836(86)Senate—4-6-1988—300.